

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾

آیات ۳۱ تا ۳۷

قوم لوط پر پتھروں کی بارش

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾	پوچھا براہیمؑ نے تو کیا ہم ہے تمہاری اے بھیجے جانے والو؟
قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾	جواب دیا فرشتوں نے بے شک ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِينٍ ﴿٣٣﴾	تاکہ ہم برسائیں اُن پر کنکریاں پکی مٹی کی۔
مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾	نشان لگائے گئے ہیں جن پر تمہارے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے۔
فَاخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾	پھر ہم نے نکالا اُسے جو تھا اُس (بستی) میں مومنوں میں سے۔
فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾	تو ہم نے نہیں پایا اُس میں سوائے ایک گھر کے (جو تھا) مسلمانوں میں سے۔
وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً	اور ہم نے چھوڑ دی اُس میں ایک نشانی

لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٤﴾ اُن کے لیے جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے۔

سیدنا ابراہیمؑ نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ وہ کس مہم پر ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمیں ایک مجرم قوم یعنی قوم لوط پر پتھروں کی بارش برسانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس قوم کی بستی میں صرف سیدنا لوطؑ کا گھر ہے جہاں مومن اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بستے ہیں۔ اُن کو ہم محفوظ رکھیں گے اور اُن کے علاوہ پوری بستی پر ایسا عذاب نازل کریں گے جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

آل فرعون کا غرق ہونا

وَفِي مُوسَىٰ	اور موسیٰ میں (بھی ایک نشانی ہے)
إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾	جب ہم نے بھیجا انہیں فرعون کی طرف ایک واضح دلیل کے ساتھ۔
فَتَوَلَّىٰ بُرْكُنَيْهٖ	تو فرعون نے رخ پھیر لیا اپنی قوت کے سبب
وَقَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾	اور کہا (یہ رسول معاذ اللہ) جادو گر یا دیوانہ ہے۔
فَاَخَذْنَاهُ وَجُنُوْدًا	پس ہم نے پکڑ لیا اُسے اور اُس کے لشکروں کو
فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ	پھر ہم نے پھینک دیا انہیں دریا میں
وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾	جبکہ وہ خود کو ملامت کر رہا تھا۔

سیدنا موسیٰؑ فرعون کے پاس واضح معجزات کے ساتھ آئے۔ اُس بد بخت نے اپنی طاقت کے نشہ میں آپ کی دعوت کو جھٹلایا۔ معجزات کو جادو کہہ کر آپ کو جادو گر کہا اور بنی اسرائیل کی آزادی کے مطالبہ کو دیوانگی قرار دے کر آپ پر دیوانہ ہونے کا

بہتان لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ان گستاخیوں کی سزا دی اور اُسے اُس کے لشکروں سمیت ایک دریا میں غرق کر دیا۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قوم عاد پر تیز آندھی کا عذاب

وَ فِي عَادٍ	اور عاد میں (بھی ایک نشانی ہے)
إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝۴۱	جب ہم نے بھیجی اُن پر ہر خیر سے خالی ہوا۔
مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ	نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو آ پڑتی تھی جس پر
إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالْهَبِ ۝۴۲	مگر کر دیتی تھی اُسے ریزہ ریزہ۔

قوم عاد نے جب سرکشی کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اُس قوم پر ایک تیز آندھی چھوڑ دی۔ یہ آندھی دراصل ایک خشک، گرم اور ہر نفع سے خالی ہوا تھی۔ اُس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ رہی تھی اور اُسے چوراچورا کر رہی تھی۔ اس ہوانے تکبر کرنے والی قوم کے غرور کا سرخاک میں ملا دیا اور اُسے ہمیشہ کے لیے عبرت کی شرمناک مثال بنا دیا۔

آیات ۴۳ تا ۴۶

قوم ثمود اور قوم نوح کی تباہی

وَ فِي ثَمُودَ	اور ثمود میں (بھی ایک نشانی ہے)
إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝۴۳	جب کہا گیا اُن سے فائدہ اٹھا لو ایک وقت تک۔
فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ	پھر انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝۴۴	تو انہیں آپکڑا کر ٹک نے جبکہ وہ دیکھ رہے تھے۔

فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ	پھر نہ وہ اس قابل ہوئے کہ کھڑے رہ سکیں
وَمَا كَانُوا مُتَّصِرِينَ ﴿۳۵﴾	اور نہ ہی وہ بدلہ لینے والے تھے۔
وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ	اور قوم نوح جو اس سے پہلے تھی
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۳۶﴾	بے شک وہ بھی نافرمان لوگ تھے۔

قوم ثمود نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کیا تو اچانک اُن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑنے والی آفت ایک زوردار زلزلہ کی صورت میں آئی جس کے ساتھ ایک ہولناک آواز بھی تھی۔ اب وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ کھڑے رہ سکتے یا کہیں جا کر مدد حاصل کر سکتے۔ تباہ ہونے والی قوموں میں سے سب سے پہلے قوم نوح تھی جس پر عذاب آیا۔ عذاب کا سبب اُن کی مجرمانہ روش تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے اور مجرمانہ روش سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۷ تا ۵۱

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے مظاہر

وَالسَّابَّاءِ بَنِيْنَهَا بِأَيْدٍ	اور آسمان، ہم نے بنایا ہے اُسے قوت سے
وَإِنَّا لَكُوسِعُونَ ﴿۳۷﴾	اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔
وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا	اور زمین، ہم نے بچھایا ہے اُسے
فَنَعْمَ الْبَهْدُونَ ﴿۳۸﴾	تو ہم کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں۔
وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ	اور ہر چیز کے ہم نے پیدا کیے ہیں دو جوڑے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۹﴾	تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔
فَقَرُّوْا اِلَى اللّٰهِ	پس دوڑو اللہ کی طرف
اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۴۰﴾	بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے واضح خبردار کرنے والا ہوں۔
وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۴۱﴾	بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے واضح خبردار کرنے والا ہوں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسبِ ذیل مظاہر بیان ہوئے ہیں:

i۔ اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان بنایا اور وہ کائنات کو مزید وسعت دے رہا ہے اور مسلسل مخلوقات میں اضافہ فرما رہا ہے

ii۔ اُس نے زمین کو بچھا دیا اور وہ کیا خوب نعمتوں کی بساط بچھانے والا ہے۔

iii۔ اُس نے ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا۔

جب ہر شے جوڑوں کی صورت میں ہے تو دنیا کی زندگی کا جوڑا کون سا ہے؟ یہ جوڑا ہے آخرت کی زندگی۔ عقلندی کا تقاضا ہے کہ آخرت کی زندگی کے لیے تیاری کی جائے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔ اُس سے لو لگائی جائے اور اُس ہی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگی جائے۔

آیات ۵۲ تا ۵۵

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری سمجھانا ہے، منوانا نہیں

کَذٰلِكَ مَاۤ اَتٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ	اِسی طرح نہیں آئے اُن لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے
--	--

کوئی رسول	
مگر انہوں نے کہا (معاذ اللہ) یہ جادو گر یا دیوانے ہیں۔	إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۵۶﴾
کیا انہوں نے وصیت کی ہے ایک دوسرے کو اس کی؟	أَتَوَصَّوْا بِهِ
بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔	بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۵۷﴾
تو اے نبی! آپ پر خ پھیر لیجئے ان (کافروں) سے	فَتَوَلَّ عَنْهُمْ
پس آپ ہر گز نہیں ہیں ملامت کیے ہوئے	فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ ﴿۵۸﴾
اور نصیحت کرتے رہیے	وَذِكْرٌ
بے شک نصیحت فائدہ دیتی ہے مومنوں کو۔	فَإِنَّ الذِّكْرَی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۹﴾

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو تسلی دی کہ اگر مکہ والے آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں تو سابقہ رسولوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ہر کافر قوم نے اپنے رسول کو جادو گر یا پاگل کہا۔ رسول کی دعوت کی تاثیر کو جادو اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی بات کو دیوانگی قرار دیا۔ لگتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ان گمراہ کن باتوں کی وصیت کر گئے تھے۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ کفار مکہ کی گستاخیوں کا اثر نہ لیں۔ اگر وہ حق قبول نہیں کر رہے تو آپ ﷺ پر کوئی الزام نہیں۔ آپ ﷺ انہیں نصیحت کرتے رہیں۔ آپ ﷺ کی نصیحت رائیگاں نہیں جا رہی بلکہ یہ ایمان لانے والوں کے لیے مفید ثابت ہوتی رہے گی۔

آیات ۵۶ تا ۶۰

انسانوں اور جنوں کا مقصدِ تخلیق اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے

اور میں نے پیدا نہیں کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ وہ عبادت کریں میری۔	وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۶۰﴾
--	---

مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ	میں نہیں چاہتا اُن سے کوئی رزق
وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونِ ۝۵۷	اور نہ میں چاہتا ہوں کہ وہ کھلائیں مجھے۔
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْبَتِّينِ ۝۵۸	بے شک اللہ ہی رزق دینے والا، قوت والا، نہایت مضبوط ہے۔
فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا	پس بے شک اُن کے لیے جنہوں نے ظلم کیا بھیانک انجام ہے
مِثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ	اُن کے ساتھیوں کے بھیانک انجام کی طرح
فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝۵۹	سو وہ جلدی نہ کریں مجھ سے (عذاب کی)۔
قَوْلٍ لِلَّذِينَ كَفَرُوا	پھر بڑی ہلاکت ہے اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا
مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝۶۰	اُن کے اُس دن سے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ میں نے انسانوں اور جنات کو اس لیے بنایا کہ وہ زندگی کے ہر گوشہ میں میری بندگی کریں۔ یعنی ہر وقت اور ہر کام میں پورے ذوق و شوق سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو روزِ قیامت رسوائی کا سامنا کریں گے

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم محض رزق کمانے کے لیے ہی کو لہو کے نیل بنے رہیں۔ پھر عام طور پر آقا اپنے غلاموں کی خدمت کے محتاج اور اُن کی کمائی کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہایت قوی ہے اور کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہی تمام مخلوقات کا رازق ہے۔ جو لوگ اُس کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اُس کی بندگی سے اعراض کر رہے ہیں وہ اپنی اس روش کے انجام کے حوالے سے جلدی نہ

کریں۔ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جس روز یہ نافرمان شدید تباہی و بربادی سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۃ طور

کافروں کے لیے پُر جلال و عید

اس سورۃ مبارکہ میں کافروں کی گمراہیوں کا جواب اور اُن کے لیے برے انجام کی وعید بڑے جلالی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۶ کافروں کے لیے شدید عذاب کی وعید
- آیات ۱۷ تا ۲۸ متقیوں کے لیے حسین انجام کی بشارت
- آیات ۲۹ تا ۴۷ کافروں کے لیے شدید غیظ و غضب
- آیات ۴۸ تا ۵۹ نبی اکرم ﷺ کے لیے صبر اور ذکر کی تلقین

آیات ۱ تا ۸

کافروں پر عذاب آکر رہے گا

وَالطُّورِ ①	قسم ہے طور کی۔
وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ②	اور لکھی ہوئی کتاب کی۔
فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ ③	ایسے ورق میں جو کشادہ ہے۔
وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ④	اور آباد گھر کی۔
وَالسَّافِرِ الْكَرْفُورِ ⑤	اور بلند کی ہوئی چھت کی۔
وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ⑥	اور ابلتے ہوئے سمندر کی۔

بے شک تمہارے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے۔	إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷
نہیں ہے اُسے کوئی ہٹانے والا۔	مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝۸

ان آیات میں بعض اہم مقامات یعنی کوہ طور، لوح محفوظ، خانہ کعبہ، آسمان اور سمندر کی قسم کھا کر کہا گیا کہ کافروں پر عذاب آکر رہے گا۔ کوہ طور پر لوح محفوظ سے تورات نازل کی گئی جس میں خبر دی گئی کہ بنی اسرائیل پر دو مرتبہ اُن کی سرکشی کی وجہ سے عذاب نازل ہوگا۔ سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں اس کا ذکر ہے۔ خانہ کعبہ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کے لشکر پر عذاب نازل کیا۔ آسمان سے قوم نوح پر بارش اور قوم لوط پر پتھر اُو کی صورت میں عذاب نازل کیے گئے۔ فرعونوں کو سمندر میں غرق کر کے عذاب سے دوچار کیا گیا۔ گویا یہ اہم مقامات سرکشوں کو اللہ تعالیٰ کے اُس عذاب سے خبردار کر رہے ہیں جسے کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکشی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۶

کافروں کا بدترین انجام

یَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۝۹	جس دن لرزے گا آسمان تھر تھرا کر۔
وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰	اور چلیں گے پہاڑ اڑتے ہوئے۔
فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِلْكَذَّابِينَ ۝۱۱	تو ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔
الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۝۱۲	وہ جو فضول بحث میں کھیل رہے ہیں۔
يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳	جس دن انہیں دھکیلا جائے گا آگ کی طرف دھکا دے کر۔
هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝۱۴	یہ آگ وہی ہے تم جسے جھٹلایا کرتے تھے۔

اَفَيْسَرُ هَذَا	تو کیا جادو ہے یہ
اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۱۵﴾	یا تم نہیں دیکھ رہے؟
اِصْلَوْهَا	داخل ہو جاؤ اس میں
فَاَصْبِرُوا اَوْ لَا تَصْبِرُوا	پھر صبر کرو یا صبر نہ کرو
سَوَاءٌ عَلَیْكُمْ	برابر ہے تم پر
اِنَّهَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾	بے شک تم بدلہ میں دیے جاؤ گے وہی جو تم کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت آسمان لرز رہا ہوگا اور پہاڑ اڑ رہے ہوں گے۔ اُس روز وہ کافر شدید تباہی سے دوچار ہوں گے جو آج اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اعتراضات کر رہے ہیں اور اُن کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اُس روز اُنہیں دھکیل کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ ہے وہ جہنم جس کے وجود کو تم جھٹلاتے تھے۔ اب تم صبر کرو یا چیخ و پکار کرو برابر ہے۔ تمہیں تمہارے جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

پرہیزگاروں کا حسین انجام

اِنَّ الْتَّائِقِينَ فِيْ جَنَّتٍ وَّ نَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾	بے شک پرہیزگار باغات اور بڑی نعمت میں ہیں۔
فَكِهَيْنِ بَنَاتَهُمْ رَبُّهُمْ	لطف اٹھانے والے ہیں اُس سے جو دیا ہے اُنہیں اُن کے رب نے
وَوَقَّعَهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾	اور بچالیا اُنہیں اُن کے رب نے بھڑکتی ہوئی آگ کے

عذاب سے۔	
(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے اُس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔	كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں قطار میں بچھائے گئے تختوں پر	مُتَّكِئِينَ عَلَى سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ
اور ہم نے بیاہ دیا ہے انہیں بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔	وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿٢٠﴾

روزِ قیامت پر ہیزگاروں کی بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دکھتی ہوئی آگ کے عذاب سے محفوظ فرمالے گا۔ مزید خوش نصیبی یہ ہوگی کہ وہ انہیں داخل فرمائے گا ایسے حسین باغات میں جہاں وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا جو چاہتے ہو اور جتنا چاہتے ہو کھاؤ اور پیو۔ کسی نعمت میں کوئی کمی نہیں اور نہ ہی زیادہ استعمال کا کوئی نقصان ہے۔ وہ مسندوں پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حسین و جمیل حوروں سے اُن کا نکاح کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں یہ نعمتیں تمہارے اعمال کی وجہ سے عطا کی گئی ہیں۔

آیت ۲۱

نیک اولاد جنت میں ساتھ ہوگی

وَالَّذِينَ آمَنُوا	اور جو لوگ ایمان لائے
وَاتَّبَعْتَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ بِإِيمَانٍ	اور پیچھے چلی اُن کے اُن کی اولاد ایمان کے ساتھ
الْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ	ہم ملا دیں گے اُن کے ساتھ اُن کی اولاد کو
وَمَا أَلْتَنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ	اور ہم کمی نہ کریں گے اُن سے اُن کے عمل میں سے کچھ بھی

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝۲۱

ہر شخص اُس کے عوض جو اُس نے کمایا ہے گروی رکھا ہوا ہے۔

اس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ جنت میں نیک انسان کو اُس کی نیک اولاد کے ساتھ رکھا جائے گا۔ اگر کسی کے اعمال کی کمی کی وجہ سے اُس کا درجہ جنت میں نیچے ہو گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کا درجہ بڑھا کر اوپر والے کے ساتھ کر دے گا۔ انسان کا اپنے اعمال کے عوض رہن ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلہ کے لیے انسان کو اچھے اعمال کرنے ہوں گے۔ ہاں جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے درجات کو بلند کر کے اولاد اور والدین کو باہم ملا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں اپنے والدین اور اولادوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

جنت کی نعمتیں

وَأَمَدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ	اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انہیں میوے اور گوشت
مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝۲۲	اُس میں سے جو وہ چاہیں گے۔
يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا	ایک دوسرے سے چھینیں گے ایسا جام
لَا لَغْوَ فِيهَا وَلَا تَأْنِيْمٌ ۝۲۳	جس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہوگی اور نہ ہی گناہ میں ڈالنا۔
وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ غُلَمَانٌ لَهُمْ	اور آس پاس پھریں گے اُن کے خدمت گزار لڑکے
كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكَنُونٌ ۝۲۴	جیسے وہ ہوں چھپائے ہوئے موتی۔

اہل جنت کو اُن کی پسند کے میوے اور گوشت فراہم کیا جائے گا۔ وہ اپنی پسند کے مرغوب جام نوش کر رہے ہوں گے۔ ایسی شراب کے جام جو پاکیزہ ہوگی۔ اُس میں نہ نشہ ہو گا اور نہ ہی وہ کسی گناہ کی طرف لے جائے گی۔ جنتی باہم شغل کرتے ہوئے ایک

دوسرے سے اس شراب کے جام کو چھین رہے ہوں گے۔ اُن کی خدمت کے لیے ہر وقت خوبصورت لڑکے موجود ہوں گے جو اپنے حسن میں ایسے خوبصورت موتیوں کی طرح ہوں گے جنہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۸

گھر میں خداخو فی اختیار کرنے کا انعام

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ	اور متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
تَسَاءَلُونَ ۝۲۵	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۝۲۶	کہیں گے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرنے والے تھے۔
فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا	تو احسان کیا اللہ نے ہم پر
وَوَقْنَا عَذَابَ السُّوْمِ ۝۲۷	اور بچا لیا ہمیں جھلسا دینے والی لوکے عذاب سے۔
إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ	بے شک ہم اس سے پہلے پکارا کرتے تھے اُسے
إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝۲۸	بے شک وہی بہت احسان کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اہل جنت باہم گفتگو کرتے ہوئے ایک دوسرے کو بتائیں گے کہ ہم دنیا میں اپنے گھر والوں کے ساتھ مشغول ہو کر، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ہم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ایسا فعل نہ کر بیٹھیں جس سے اللہ تعالیٰ

ناراض ہو جائے۔ اُس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیا۔ ہم اُس سے دعائیں کرتے رہتے تھے اور اُس نے ہماری دعائیں قبول فرمالیں۔ بے شک وہ بہت ہی حسن سلوک فرمانے والا اور رحمتیں نازل فرمانے والا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

اللہ تعالیٰ کا گستاخانِ رسول پر غیظ و غضب

فَذَكِّرْ	تو اے نبی! نصیحت کیجئے
فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝۲۹	پھر آپ نہیں ہیں اپنے رب کی نعمت سے کاہن اور نہ ہی مجنون۔
أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ	کیا وہ کہتے ہیں آپ شاعر ہیں
نَتَرَبَّصُّ بِهِ رَيْبَ الْمُنُونِ ۝۳۰	ہم انتظار کر رہے ہیں جن پر زمانے کی گردش کا؟
قُلْ تَرَبَّصُوا	فرمائیے انتظار کرو
فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَرِبِينَ ۝۳۱	پس بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔
أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَذَا	کیا حکم دیتی ہیں انہیں اُن کی عقلیں اسی بات کا
أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝۳۲	یا وہ حد سے گزرنے والے لوگ ہیں؟

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ کاہن، مجنون اور شاعر ہیں۔ ان کے بارے میں انتظار کرو۔ کچھ ہی دن میں ان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ قرآن کی تبلیغ جاری رکھیں۔ آپ ﷺ ہر گز وہ کچھ نہیں ہیں جو یہ مشرکین کہہ رہے ہیں۔ مشرکین عقل کے اندھے

ہیں۔ اگر اُن میں عقل ہوتی تو وہ ایسے پاکیزہ کردار اور اخلاق کی حامل ہستی پر کاہن، مجنون اور شاعر ہونے کے الزامات نہ لگاتے۔ پھر کیا بیک وقت ایک شخص کاہن، مجنون اور شاعر ہو سکتا ہے؟ ایسے بہتان لگانے والوں کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی حقیقت ظاہر ہونے کا نہیں بلکہ اپنی گستاخیوں کی بدترین سزا ملنے کا انتظار کریں۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

عظمت قرآن

اَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اسے؟
بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۳﴾	بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔
فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ	پس انہیں چاہیے لے آئیں کوئی بات اس جیسی
اِنْ كَانُوا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾	اگر وہ سچے ہیں۔

مشرکین مکہ بہتان لگاتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ اسے سیدنا محمد ﷺ نے خود سے بنالیا ہے۔ انہیں چیلنج دیا گیا کہ اگر قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو پھر وہ بھی مقابلہ میں قرآن جیسا فصیح، بلیغ، پرتاثر، پاکیزہ اور جامع کلام پیش کر کے دکھائیں۔ قرآن حکیم کی عظمت کی دلیل ہے کہ آج تک کوئی بھی اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور نہ دے سکے گا۔

آیات ۳۵ تا ۴۳

مخالفین حق کو گریبان میں جھانکنے کی دعوت

اَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ	کیا وہ پیدا کیے گئے ہیں بغیر کسی چیز کے
اَمْ هُمُ الْخٰلِقُونَ ﴿۳۵﴾	یا وہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں؟

اَمْرُ خَلْقُوا السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ	کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟
بَلْ لَا يُوقِنُونَ ﴿۳۶﴾	بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔
اَمْرُ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ	اے نبی! کیا اُن کے پاس ہیں آپ کے رب کے خزانے
اَمْرُهُمُ الْمُضَيِّطُونَ ﴿۳۷﴾	یا وہ نگران ہیں (خزانوں کے)؟
اَمْرُ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَبْعُونَ فِيهِ	کیا اُن کے پاس کوئی سیڑھی ہے وہ سن لیتے ہیں جس پر چڑھ کر؟
فَلَيَاتٍ مُّسْتَبْعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾	تو لے آئے اُن کا سننے والا کوئی واضح دلیل۔
اَمْرُ لَهُ الْبَنَاتُ	کیا اللہ کے لیے بیٹیاں ہوں
وَلَكُمْ الْبَنُونَ ﴿۳۹﴾	اور تمہارے لیے بیٹے۔
اَمْرُ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا	کیا آپ مانگتے ہیں اُن سے کوئی اجرت
فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۰﴾	تو وہ تاوان سے بوجھل کیے جانے والے ہیں؟
اَمْرُ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ	کیا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے؟
فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۱﴾	تو وہ لکھ لیتے ہیں۔
اَمْرُ يُرِيدُونَ كَيْدًا	کیا وہ چاہتے ہیں کوئی چال چلنا؟
قَالِذِينَ كَفَرُوا هُمْ الْمَكِيدُونَ ﴿۴۲﴾	تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چال میں پھنسنے والے ہیں۔

اَمْرُ لَهُمُ اللّٰهُ غَيْرُ اللّٰهِ	کیا اُن کا کوئی معبود ہے اللہ کے سوا؟
سُبْحَنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۷﴾	پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

حق کے مخالفین قرآن حکیم کی تعلیمات پر مختلف قسم کے اعتراضات وارد کرتے تھے۔ ان آیات میں اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے اعتراضات کی حقیقت پر غور کرنے اور پھر گریبان میں جھانکنے کی دعوت دی گئی۔ ارشاد ہوا:

- i۔ آسمان وزمین اور خود ان مخالفین کا خالق کون ہے؟ کیا انہوں نے آسمان، زمین اور اپنی ذات کو بنایا ہے؟
- ii۔ کیارب کی رحمت کے خزانے ان مخالفین کے اختیار میں ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ اللہ کا رسول ہونے کا اعزاز کسے دیا جائے۔
- iii۔ وہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ کے لیے فرشتوں کی صورت میں بیٹیوں کا تعین کرتے ہیں۔ کیا اس من گھڑت تعین کا کوئی جواز ہے؟

- iv۔ کیا نبی اکرم ﷺ تبلیغ کے حوالے سے کوئی حق خدمت یا نذرانہ طلب کر رہے ہیں جو اُن کو بہت بھاری لگ رہا ہے؟
- v۔ کیا انہیں غیب کے احوال کا علم ہے کہ اُس کی بنیاد پر قرآن اور نبی ﷺ کے بارے میں تبصرے کر رہے ہیں؟
- vi۔ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف سازشی منصوبے بنا رہے ہیں؟ کان کھول کر سن لیں کہ تمام سازشیں انہیں پرالٹی پڑیں گی اور جلد ہی وہ مغلوب ہوں گے۔

- vii۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کے دیگر معبودوں کی کوئی حقیقت ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے اور وہ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۷

مخالفین حق پر دو عذاب آئیں گے

وَاِنْ يَّدْرُوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا	اور اگر وہ دیکھ لیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا
---	--

یَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۳۳﴾	وہ کہیں گے یہ تہ بہ تہ بادل ہے۔
فَذَرَهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۳۴﴾	پس اے نبی! چھوڑیے انہیں یہاں تک کہ وہ ملیں اپنے اُس دن سے جس میں وہ بیہوش کیے جائیں گے۔
يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۳۵﴾	جس دن کام نہ آئے گی اُن کے اُن کی چال کچھ بھی اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔
وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾	اور بے شک اُن کے لیے جنہوں نے ظلم کیا عذاب ہے اس کے علاوہ بھی اور لیکن اُن کے اکثر نہیں جانتے۔

ان آیات میں حق کے مخالفین کو دھمکی دی گئی کہ اُن پر عنقریب اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔ عذاب جب آئے گا تو اُن کی کوئی تدبیر انہیں اُس سے بچانہ سکے گی اور نہ ہی کوئی اور اُن کی مدد کو آئے گا۔ پھر ظالموں کے لیے آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب بھی ہیں تاکہ وہ پلٹیں اللہ کی طرف۔ افسوس ہے کہ وہ ان عذابوں سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھ رہے۔

آیات ۴۸ تا ۴۹

نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	اور اے نبی! انتظار کیجئے اپنے رب کے حکم کا
فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا	پس بے شک آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۳۸﴾	اور تسبیح کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ جس وقت آپ اٹھتے ہیں۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ

اور رات میں پھر تسبیح کیجئے اُس کی

وَإِذَا بَرَءُ النُّجُومِ ﴿٢٩﴾

اور ستاروں کے جانے کے بعد بھی۔

نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ ﷺ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کو صبر و تحمل سے برداشت کیجئے اور اُن کے برے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کیجئے۔ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیے۔ خاص طور پر اٹھتے، بیٹھتے، رات میں اور سحر کے وقت اُس کی تسبیح و حمد کرتے رہیے۔ اللہ تعالیٰ حق و باطل کے معرکہ میں ہمیں حق کا ساتھ دینے اور اپنے ذکر کی لذت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورہ نجم

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان
اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کے کئی مظاہر بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۸ عظمت مصطفیٰ ﷺ
- آیات ۱۹ تا ۳۰ مشرکانہ تصورات کی نفی
- آیات ۳۱ تا ۴۲ جزا و سزا کا بیان
- آیات ۴۳ تا ۶۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

آیات ۱ تا ۴

حدیث رسول ﷺ کی اہمیت

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ①	قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے۔
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ	نہیں ہٹے راہِ حق سے تمہارے ساتھی (رسول)
وَمَا غَوَىٰ ②	اور نہ ہی چلے ہیں غلط راہ پر۔
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ③	اور وہ نہیں بولتے اپنی خواہش سے۔
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ④	نہیں ہے اُن کا ارشاد مگر وحی جو نازل کی جاتی ہے۔

جس طرح ستارہ کا ڈوبنا صبح کی آمد کی علامت ہے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی آمد دنیا میں تاریکی کے خاتمے اور نورِ ہدایت کے سدا جگمگانے کا مظہر ہے۔ اب قرآن اور ارشادات نبوی ﷺ کی صورت میں حق دنیا میں ہمیشہ موجود رہے گا۔ ارشادات

نبوی ﷺ بھی دراصل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کا مظہر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہی بات کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی ہے۔ فرائض نبوت کی ادائیگی کے حوالے سے آپ ﷺ کے ارشادات وحی کی بنیاد پر ہوتے تھے۔ دیگر معاملات میں بھی آپ ﷺ کے ارشادات سراپا حق ہوتے تھے اور اُن میں بھی وحی کا نور کارفرما ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں زندگی کے جملہ معاملات کا لائحہ عمل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۱۱

قرآن حکیم کے دوراویوں کی ملاقات

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ⑤	تعلیم دی ہے انہیں زبردست قوتوں والے (فرشتے) نے۔
ذُو مِرَّةٍ ⑥	جو بڑی طاقت والا ہے
فَأَسْتَوَى ⑦	پھر وہ بلند ہوا۔
وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ⑧	اور وہ تھا آسمان کے سب سے اونچے کنارے پر۔
ثُمَّ دَنَا ⑨	پھر وہ قریب ہوا
فَتَدَلَّى ⑩	پس اتر آیا۔
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ⑪	پھر وہ ہو گیا دو کمانوں کے فاصلے پر یا زیادہ قریب۔
فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ⑫	پھر اُس نے وحی کی اللہ کے بندے کی طرف جو وحی کی۔
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ⑬	جھوٹ نہیں جانا دل نے اُسے جو آپ نے دیکھا۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بندوں تک دو راویوں کے ذریعہ پہنچا۔ ایک ہیں سیدنا جبرائیلؑ اور دوسرے ہیں حضرت محمد ﷺ۔ ان آیات میں ان دونوں راویوں کی باہم ملاقات کا ذکر ہے۔ ایک موقع پر سیدنا جبرائیلؑ نے نبی اکرم ﷺ کو قرآن حکیم جس طرح سکھایا، اُس کا نقشہ کھینچا گیا۔ سیدنا جبرائیلؑ انتہائی قوت اور بڑی جسامت والے فرشتے ہیں۔ جب وہ بالکل سیدھے ہوئے توافق کو مکمل طور پر ڈھانپ دیا۔ پھر قریب آئے اور بالکل نیچے لٹک گئے۔ اُن کے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان فاصلہ دو کمان سے بھی کم رہ گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعہ اپنے بندہ ﷺ پر وحی کیا جو کچھ کہ وحی کیا۔ جو کچھ نبی اکرم ﷺ کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں، دل نے اُس کی تصدیق کی یہ کوئی خیالی صورت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۸

معراج مصطفیٰ ﷺ

أَفْتُمِرُونَ عَلَى مَا يُرَى ⑫	تو کیا تم جھکڑتے ہو نبیؐ سے اُس پر جو وہ دیکھتے ہیں۔
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ⑬	اور یقیناً انہوں نے دیکھا ہے اُس فرشتے کو اترتے ہوئے ایک اور بار بھی۔
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ⑭	آخری حد کی بیری کے پاس۔
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ⑮	اُسی کے پاس ہے ہمیشہ رہنے کی جنت۔
إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا مِثْلُ مَا يَغْشَى ⑯	جب چھارہا تھا بیری پر وہ جو چھارہا تھا۔
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ⑰	نہ ادھر ادھر ہوئی نگاہ اور نہ ہی حد سے بڑھی۔
لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ⑱	یقیناً انہوں نے دیکھیں اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں۔

مشرکین مکہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جبرائیل امین کو اصل ملکوتی صورت میں دیکھا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے انہیں شب معراج بھی اس صورت میں دیکھا تھا۔ جب وہ آسمانوں پر بیری کے ایک ایسے درخت کے پاس ظاہر ہوئے جو جنت کے قریب ہے۔ اُس بیری پر اُس وقت اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات کے عظیم مظاہر چھائے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جبرائیل امین کے ساتھ ساتھ کئی اور آیات الہی کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ ﷺ نے یہ مشاہدہ خوب جم کر کیا۔ آپ ﷺ کی نگاہوں میں بھرپور حوصلہ نظر تھا۔ البتہ نگاہوں نے ادب و احترام کا پورا پورا لحاظ رکھا۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

مشرکین مکہ کی اللہ کے ساتھ عجیب بے انصافی

اَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝۱۹	پھر کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ کو۔
وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةِ الْاُخْرٰی ۝۲۰	اور تیسری منات کو جو ایک اور دیوی ہے۔
اَلَكُمُ الذِّكْرُ وَلَهُ الْاُنثٰی ۝۲۱	کیا تمہارے لیے لڑکے ہیں اور اُس کے لیے لڑکیاں۔
تِلْكَ اِذَا قُسِمَةُ ضِیْزٰی ۝۲۲	یہ تب تو بڑی نا انصافی کی تقسیم ہے۔

ان آیات میں مشرکین عرب کو اُن کی تین دیویوں، لات، عزیٰ اور منات کی اوقات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نہ ان دیویوں کا کائنات بنانے میں کوئی حصہ ہے اور نہ کائنات کا نظام چلانے میں۔ ایسی بے اختیار دیویوں کی پوجا کرنے کا آخر کیا جواز ہے؟ مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی مورتیاں بنالی تھیں۔ اُن کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہاں تو بیٹیوں کی پیدائش ناپسند کرتے تھے لیکن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ بلاشبہ یہ ظلم اور نا انصافی کی عجیب صورت تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

مشرکانہ تصورات کی بنیاد محض گمان ہے

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْبَآءٌ	نہیں ہیں یہ (دیویاں) مگر چند نام
سَمِيتُهُنَّ أَنْتُمْ وَأَبَآؤُكُمْ	رکھ لیے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهِمَا مِنْ سُلْطٰنٍ	نہیں اتاری اللہ نے اُن کے لیے کوئی سند
إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ	وہ پیروی نہیں کر رہے مگر گمان کی
وَمَا تَهْوٰى الْأَنفُسُ	اور اُس کی جو چاہتے ہیں اُن کے جی
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدٰى ۲۳	اور یقیناً آچکی ہے اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے ہدایت۔
أَمْرٌ لِلنَّاسِ مَا تَمَنّٰى ۲۴	کیا انسان کے لیے ہوگا وہ جس کی اُس نے تمنا کی۔
فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولٰى ۲۵	سو اللہ ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا۔

مشرکین کے پاس اپنے مشرکانہ تصورات کے لیے کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہوتی۔ اُن کے تمام تصورات کی بنیاد اُن کی خواہشاتِ نفس اور گمان ہوتے ہیں۔ بلاشبہ گمان، حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مشرکین نے اپنے خود ساختہ معبودوں کو من گھڑت قسم کے نام دیے ہوئے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے ہمارے جہلاء نے بعض بزرگانِ دین کو داتا، گنج بخش، غریب نواز، غوثِ اعظم وغیرہ کے نام دے رکھے ہیں حالانکہ یہ صفات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر ہستیوں کو پکار کر جو چاہے حاصل کر لیں۔ یہ اُن کی خام خیالی ہے۔ دنیا اور آخرت کی ہر نعمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا

وَكَمْ مِنْ مَّلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ	اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں
لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا	کام نہیں آتی اُن کی سفارش کچھ بھی
إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى ۝۲۶	مگر اِس کے بعد کہ اجازت دے اللہ جس کے لیے چاہے اور پسند کرے۔
إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	بے شک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
لَيَسْئُلُنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْبِيَةَ الْإِنْسِي ۝۲۷	یقیناً وہ ایسے نام رکھتے ہیں فرشتوں کے جیسے عورتوں کے نام رکھنا۔
وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ	حالانکہ نہیں ہے اُن کے پاس اِس کے لیے کوئی علم
إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ	وہ پیروی نہیں کرتے مگر گمان کی
وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝۲۸	بلاشبہ گمان فائدہ نہیں دیتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی۔

مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی سیٹیاں قرار دیا، اُن کے زنا نہ نام رکھے اور اُن کی مورتیاں بنا کر پوجا شروع کر دی۔ دراصل وہ نہیں چاہتے تھے کہ آخرت میں اُن کے جرائم کی باز پرس ہو۔ لہذا یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ فرشتوں کی پوجا کرو، وہ اپنی شفاعت کے ذریعہ ہمیں آخرت میں بخشوالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ فرشتوں میں سے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کے لیے شفاعت کر سکیں۔ ہاں سفارش کی جاسکے گی مگر اُس کی طرف سے جسے اللہ اجازت دے اور اُسی کے حق میں جس کے لیے اللہ پسند فرمائے۔

مشرکین مکہ کے عقائد کسی واضح دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض اُن کے گمان کی بنیاد پر ہیں۔ گمان ہر گز حق کے لئے بنیاد نہیں بن سکتا۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

دنیا داروں کی محرومی

فَاعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّى عَنْ ذِكْرِنَا	تو اے نبی! توجہ ہٹالیں اُس سے کہ جس نے رُخ پھیرا ہماری یاد سے
فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝۱۳	تو بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔
وَلَمْ يَرِدْ إِلَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۝۱۹	اور نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔
ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ	یہ اُن کی انتہا ہے علم میں
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ	بے شک آپ کا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو بھٹک گیا اُس کی راہ سے
وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ اهْتَدَى ۝۲۰	اور وہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جس نے ہدایت پائی۔

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ ایسے لوگوں کے پیچھے پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کریں جو آخرت میں جوابدہی کا یقین نہیں رکھتے۔ ہماری یاد سے غافل ہیں اور صرف دنیا ہی کے طلب گار ہیں۔ وہ کسی ایسی دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے جو دنیا کے مادی فائدوں سے بلند تر مقاصد کی طرف بلاتی ہو اور جس میں اصل مطلوب آخرت کی ابدی فلاح و کامرانی ہو۔ وہ خود کو بڑا عقلمند سمجھتے ہیں لیکن اُس سے زیادہ احمق کوئی نہیں جس کی سوچ اور علم اس فانی دنیا تک محدود ہو اور وہ موت کے بعد کی دائمی زندگی کے لیے تیاری سے غافل ہو۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان گمراہوں سے خوب واقف ہے۔ اس کے برعکس آخرت

کے طلب گاروں پر تبلیغ کے لیے وقت لگانا مفید ثابت ہوگا۔ اُن پر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہوگی اور وہ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوں گے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آج ہم مسلمانوں کی اکثریت بھی دنیا دار ہے۔ کیا ان دنیا داروں کو نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دنیا داروں سے رخ پھیرنے کی تلقین فرما رہا ہے؟

آیات ۳۱ تا ۳۲

کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے لیے بشارت

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَءَوْا بِمَا عَمِلُوْا	تاکہ وہ بدلہ دے انہیں جنہوں نے برائی کی اُس کا جو انہوں نے کیا
وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ﴿۳۱﴾	اور بدلہ دے انہیں جنہوں نے بھلائی کی بڑی بھلائی کے ساتھ۔
الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبِيْرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ اِلَّا اللَّيْمَ	وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے سوائے کچھ آلودگی کے
اِنَّ رَبَّكَ وَّاسِعُ الْمَغْفِرَةِ	بے شک اے نبی! آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے
هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	وہ زیادہ جاننے والا ہے تمہیں جبکہ اُس نے پیدا کیا تمہیں زمین سے
وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجْنَةُ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ	اور جب تم تھے بچے اپنی ماؤں کے پیٹوں میں
فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ	سومت پاکیزہ بناؤ اپنے آپ کو

هُوَ أَعْلَمُ بِسِنِّ اتَّقَى ③۱

وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ کس نے پرہیزگاری اختیار کی۔

آسمانوں اور زمین کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بندوں کے انجام کا فیصلہ بھی اُسی نے کرنا ہے۔ برائی کرنے والوں کو وہ سزا دے گا اور نیکی کرنے والوں کو عمدہ اجر۔ خاص طور پر جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی ہر صورت سے بچتے ہیں اُن کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ وہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی نیکیاں ظاہر کرتے ہیں، اپنی تعریفیں کرتے ہیں اور خود کو بڑا پاکیزہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اتنی نہ بڑھا، پائی داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ، ذرا بند قبا دیکھ

نیکیوں کا ڈھنڈور پیٹنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون واقعی پرہیزگار ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

کیا دولت مندوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے؟

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى ③۲	تو کیا تم نے دیکھا اُسے جس نے رخ پھیر لیا۔
وَأَعْطَى قَلِيلًا وَأَكْدَى ③۳	اُس نے دیا تھوڑا سا اور ہاتھ روک لیا۔
أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهَوْ يَرَى ③۴	کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں مشرکین مکہ کے ایک سردار ولید بن مغیرہ کی مذمت ہے۔ وہ بد نصیب اللہ کے رسول ﷺ سے آیات قرآنی سن کر ایمان لانے کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن ساتھی سرداروں کی ناراضگی دیکھ کر محروم ہو گیا۔ خود کو جھوٹی تسلی دینے کے لیے کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اُس نے دنیا میں مجھے خوب ساز و سامان دیا ہے۔ وہ آخرت میں بھی مجھے اسی طرح سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اس تصور کی نفی کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے جس کی بنیاد پر وہ آخرت کی نعمتوں کی

توقع کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت بندے کے کردار میں اخلاص اور پرہیزگاری سے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ اُس کے پاس مال و اسباب کی کثرت سے۔

آیات ۳۶ تا ۴۲

انسان کا عمل اُس کے کام آئے گا

کیا خبر نہیں دی گئی اُسے اُس کی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔	اَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسٰی ﴿۳۶﴾
اور ابراہیمؑ (کے صحیفوں میں) جنہوں نے پورا کیا (اللہ کے ہر حکم کو)	وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِي وَفٰی ﴿۳۷﴾
کہ نہ اٹھائے گی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ۔	اَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾
اور یہ کہ نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جس کی اُس نے کوشش کی۔	وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾
اور بے شک اُس کی کوشش جلد ہی اُسے دکھائی جائے گی۔	وَ اَنْ سَعِيْهٖ سَوْفَ يُرٰی ﴿۴۰﴾
پھر بدلہ دیا جائے گا اُسے پورا بدلہ۔	ثُمَّ يُجْزٰؤْهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾
اور بے شک تمہارے رب تک ہی آخر کار پہنچنا ہے (سب کو)۔	وَ اَنْ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ﴿۴۲﴾

اللہ تعالیٰ نے ایک اہم حقیقت سے ہر دور میں انسان کو آگاہ فرمایا۔ اس حقیقت کا ذکر سیدنا ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بھی تھا اور سیدنا موسیٰؑ کو عطا کی جانے والی تورات میں بھی۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ ہر

انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا۔ عنقریب تمام انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے اور وہ ہر انسان کو اُس کی اچھی یا بری کوشش کا پورا پورا بدلہ چکا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۳ تا ۴۹

متضاد احوال... اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى ③۳	اور بے شک اُسی (اللہ) نے ہنسایا اور اُسی نے رُلا یا۔
وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ③۴	اور بے شک اُسی نے موت دی اور زندگی بخشی۔
وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى ③۵	اور بے شک اُسی نے پیدا کیے دو جوڑے مذکر اور مونث۔
مِنْ نُّطْفَةٍ إِذَا تُنْفِئُ ③۶	ایک قطرے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔
وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْآخِرَى ③۷	اور بے شک اُسی کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا فرمانا۔
وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ③۸	اور بے شک اُسی نے غنی کیا اور مفلس بنایا۔
وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرِىٰ ③۹	اور بے شک وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔

ان آیات میں حسب ذیل متضاد احوال کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں :

i۔ خوشی یا غمی کے اسباب اور اُن میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔

ii۔ ہر جاندار کی زندگی اور موت اُسی کے اختیار میں ہے۔

iii۔ نطفہ کو مذکر یا مونث وہی بناتا ہے۔

iv۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا اور زندگی دی، وہ دوبارہ بھی زندہ فرمائے گا۔

v۔ خوشحالی یا تنگدستی وہی دیتا ہے۔

vi۔ شعری نامی ستارے کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے جسے گمراہ لوگ قسمتوں اور احوالِ عالم میں تبدیلی پیدا کرنے والا سمجھتے ہیں۔

آیات ۵۰ تا ۵۵

قوموں کی ہلاکت... اللہ تعالیٰ کے جلال کے مظاہر

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادَ الْأُولَىٰ ۝۵۰	اور بے شک اُسی (اللہ) نے ہلاک کیا پہلی قوم عاد کو۔
وَشَمُودَ أَفْمًا أَبْقَىٰ ۝۵۱	اور شمود کو، پھر باقی نہ چھوڑا کسی کو۔
وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۝۵۲	اور قوم نوح کو اُن سے پہلے
إِنَّهُمْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۝۵۳	بے شک وہی تھے زیادہ ظالم اور زیادہ حد سے گزرنے والے۔
وَالنُّؤُفَكَ أَهْلَىٰ ۝۵۴	اور الٹ جانے والی بستی کو گرامارا۔
فَغَشَّاهَا مَا عَشَّىٰ ۝۵۵	پھر چھا گیا اُس پر وہ جو چھا گیا۔
فَبَايَ الْآلَاءِ رَبِّكَ تَتَبَارَىٰ ۝۵۶	پس اپنے رب کی کن کن نعمتوں پر تم شک کرو گے؟

یہ آیات اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب اور جلال کے مظاہر بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کیا۔ شمود کو ایسے تباہ کیا کہ نام و نشان نہ چھوڑا۔ قوم نوح کو جو ظلم و سرکشی کی آخری حد کو پہنچ رہی تھی ملیا میٹ کر دیا۔ قوم لوط کی بستیوں کو الٹ کر پیچ دیا اور اُن پر پتھروں کی بارش برسادی۔ ظالم قوموں کی تباہی نوعِ انسانی کے لیے نعمت ہے تاکہ دوسرے لوگ اُن کے ظلم و ستم سے نجات پاسکیں۔ انسان ذرا غور کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا؟

آیات ۵۶ تا ۶۲

گناہوں سے باز آ جاؤ!

یہ (نبیؐ) بھی ایک خبردار کرنے والے ہیں پہلے خبردار کرنے والوں کی طرح۔	هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النَّذِرِ الْأُولَى ۝۵۶
قریب آ گئی وہ قریب آنے والی۔	أَزِفَتِ الْأَزْفَةُ ۝۵۷
نہیں ہے اُسے اللہ کے سوا کوئی ظاہر کرنے والا۔	لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝۵۸
تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو۔	أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝۵۹
اور تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔	وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝۶۰
اور تم غفلت میں پڑنے والے ہو	وَأَنْتُمْ سَاهُونَ ۝۶۱
تو سجدہ کرو اللہ کو اور بندگی کرو اُس کی۔	فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝۶۲

ان آیات میں مشرکین مکہ سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ سابقہ انبیاء کی طرح تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا رہے ہیں۔ قیامت قریب آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اُسے اچانک ظاہر کرے گا۔ قیامت کی خبر پر تم اظہارِ تعجب کر رہے ہو۔ اُس کو مذاق سمجھ کر ہنستے ہو حالانکہ تمہیں خوف سے رونا چاہیے۔ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور پوری زندگی میں اُس کے احکامات پر عمل کر کے قیامت کی تیاری کرو۔

سورہ قمر

اللہ کے غیظ و غضب کا پُر جلال مظہر

اس سورہ مبارکہ میں بڑے جلالی اسلوب میں سرکش اور باغی اقوام پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب

• آیات ۱ تا ۸

سابقہ اقوام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

• آیات ۹ تا ۲۲

مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب

• آیات ۲۳ تا ۴۸

تقدیر کا بیان

• آیات ۴۹ تا ۵۵

آیات ۱ تا ۵

مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①	قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔
وَإِنْ يَرَوْا آيَةً	اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی بھی نشانی
يُعْرِضُوا	رُخ پھیر لیتے ہیں
وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَبِرٌّ ②	اور کہتے ہیں (یہ) زبردست جادو ہے۔
وَكَذَّبُوا	اور انہوں نے جھٹلادیا
وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ	اور پیروی کی اپنی خواہشات کی

وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقَرٌّ ①	اور ہر کام انجام کو پہنچنے والا ہے۔
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ②	اور یقیناً آچکی ہیں اُن کے پاس کئی خبریں جن میں باز آنے کے لیے ڈانٹ ہے۔
حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ	کامل دانائی کی بات ہے
فَمَا تُغْنِ التُّدْرُ ③	لیکن کار گر نہیں ہوتیں خبردار کرنے والی چیزیں۔

قیامت کی تباہی اب قریب آچکی ہے لیکن مشرکین مکہ اس کی تیاری سے غافل ہیں۔ اُنہوں نے اپنے سامنے نبی اکرم ﷺ کے ایک اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھا ہے لیکن پھر بھی اُن کی رسالت پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔ اس معجزہ کو جادو قرار دے رہے ہیں اور حق قبول کرنے کے بجائے اُسے جھٹلا کر خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ سابقہ قوموں کے حالات اور اُن کی تباہی کی خبروں کے ذریعہ اُنہیں عذاب کی دھمکیاں دی جا چکی ہیں۔ اللہ نے توانہائی پر حکمت مضامین سے اُن پر حجت پوری کر دی ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ ایسی روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۶

روزِ قیامت کافروں کی بری حالت

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ	تو اے نبی! آپ رخ پھیر لیجئے ان (کافروں) سے
يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَى شَيْءٍ تُكْرُ ①	جس دن بلائے گا پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔
خُشْعًا أَبْصَارُهُمْ	جھکی ہوں گی اُن کی نگاہیں
يَخْرُجُونَ مِنَ الْجَدَاثِ كَالَّذِي جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ②	وہ نکلیں گے قبروں سے جیسے وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں۔
مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ	گردن اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے پکارنے والے کی

طرف	
کہیں گے کافر یہ بڑا مشکل دن ہے۔	يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ①

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے حق واضح فرمادیا ہے۔ اب جو ہٹ دھرم آپ ﷺ کی دعوت نہیں قبول کر رہے اُن پر تبلیغ کے لیے وقت ضائع نہ کیجئے۔ وہ انتظار کر رہے ہیں قیامت کے دن کا۔ اُس دن ایک فرشتہ تمام کافروں کو پکارے گا تا کہ وہ ایک انتہائی ناگوار انجام کا سامنا کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ وہ قبروں سے نکلیں گے اور پکارنے والے کی طرف اس طرح دوڑیں گے جیسے فضا میں بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوتی ہیں۔ اُن کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ فریاد کریں گے کہ ہائے! آج کا دن تو بڑی مشکلات کا دن ہے۔

آیات ۹ تا ۱۶

قوم نوح کا برا انجام

اور جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح	كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
تو اُنہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو	فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا
اور اُنہوں نے کہا (معاذ اللہ) یہ مجنون ہیں	وَقَالُوا مَجْنُونٌ
اور وہ جھڑک دیے گئے۔	وَازْدَجَرَ ⑨
تو اُنہوں نے پکارا اپنے رب کو کہ میں مغلوب ہوں سو تو بدلہ لے۔	فَدَعَا رَبَّهُ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ⑩
تو ہم نے کھول دیے آسمان کے دروازے ایسے پانی کے ساتھ جو زور سے برسنے والا تھا۔	فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَرٍ ⑪

اور ہم نے پھاڑ دیا زمین کو چشموں کے ساتھ	وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا
تو مل گیا پانی ایک ایسے کام کے لیے جو طے ہو چکا تھا۔	فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲
اور ہم نے سوار کر دیا انہیں تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر۔	وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝۱۳
وہ چل رہی تھی ہماری نگاہوں کے سامنے	تَجَرَّيْ بِأَعْيُنِنَا
بدلہ تھا اُس رسول کی خاطر جن کا انکار کیا گیا تھا۔	جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝۱۴
اور یقیناً ہم نے چھوڑ دیا اُسے ایک نشانی بنا کر	وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُّدْكِرٍ ۝۱۵
پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟	فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ۝۱۶

سیدنا نوحؑ کی قوم نے اُن کی دعوت کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ اُن کی توہین کی۔ جب یہ قوم سرکشی میں حد سے تجاوز کرنے لگی تو سیدنا نوح نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میں مغلوب ہوا چاہتا ہوں اے میرے رب! تو اُن سے بدلہ لے۔ اللہ نے آسمان سے خوب پانی برسا یا اور زمین سے بھی پانی کے کئی چشمے جاری کر دیے۔ پانی کی کثرت ایک زبردست طوفان لے آئی جس میں سرکش قوم غرق ہو کر برباد ہوئی۔ اہل ایمان کو ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رکھا گیا۔ قوم نوح کی بربادی کو رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا گیا۔ غور تو کرو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبردار کرنے کا کیا نتیجہ نکلا اور سرکش قوم پر کیسا عذاب آیا؟ غفلت مند ہیں وہ لوگ جو اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

آیت ۱۷

قرآن سمجھنے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ	اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے
فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ﴿۷﴾	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

اس سورہ مبارکہ میں چار مرتبہ یہ مضمون بیان کیا کہ ہم نے قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟ قرآن حکیم کے حوالے سے یہ بات درست نہیں کہ یہ ایک مشکل کتاب ہے جسے صرف علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کے ذریعہ ایسے لوگوں کو ہدایت دی جن کے بارے میں خود قرآن کا تبصرہ ہے **وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** (وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ آل عمران: ۱۶۴)۔ قرآن ہدایت کی لہر ہے۔ قرآن بڑے سادہ اور عام فہم اسلوب میں ایک انسان کو آگاہ کر رہا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ البتہ قرآن حکیم کی تفسیر کرنے یا اُس سے احکامات اخذ کرنے کے لیے چند بنیادی علوم سیکھنا ضروری ہیں اور یہ سعادت علماء کرام ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"قرآن کریم نے اپنے مضامین عبرت و نصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ جس طرح بڑے سے بڑا عالم و ماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح ہر عالم جاہل جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے۔"

مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت میں یسرنا کے ساتھ للذکر کی قید لگا کر یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ قرآن کو حفظ کرنے اور اس کے مضامین سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی حد تک اس کو آسان کر دیا گیا ہے، جس سے ہر عالم و جاہل، چھوٹا اور بڑا یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کریم سے مسائل اور احکام کا استنباط بھی ایسا ہی آسان ہو، وہ اپنی جگہ ایک مستقل اور مشکل فن ہے جس میں عمریں صرف کرنے والے علمائے راہنہ کو ہی حصہ ملتا ہے ہر ایک کا وہ میدان نہیں۔"

اس سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہو گئی جو قرآن کریم کے اس جملے کا سہارا لے کر قرآن کی مکمل تعلیم، اس کے اصول و قواعد سے حاصل کئے بغیر مجتہد بننا اور اپنی رائے سے احکام و مسائل کا استخراج کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کھلی گمراہی کا راستہ ہے۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

قوم عاد کی بربادی

جھٹلایا عاد نے تو کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟	كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ①۸
بے شک ہم نے بھیج دی اُن پر تیز آندھی	إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا
ایک ایسے دن میں جو مسلسل نحوست والا تھا۔	فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَبِيرٍ ①۹
اکھاڑ چھینکتی تھی لوگوں کو	تَنْزِعُ النَّاسَ
جیسے وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تھے ہوں۔	كَانَ لَهُمْ أَعْجَازٌ نَّخْلٍ مُّنْقَعَةٍ ②۰
پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟	فَكَيفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ②۱
اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُّدْكِرٍ ②۲

قوم عاد نے سیدنا ہودؑ کی دعوت کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر نحوست والے دنوں میں ایک تیز ہوا چھوڑ دی۔ اُس ہوانے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر بچھڑا دیا۔ سرکشوں کی مکمل تباہی تک وہ ہوا چلتی رہی۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا اور پھر عذاب دینا کیسا رہا؟ بلاشبہ قرآن حکیم انسان کو حقائق سے آگاہی دینے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی ہے جو حقائق جان کر اپنے کردار کی اصلاح کرے؟

آیات ۲۳ تا ۳۲

قومِ شمود کی تباہی

جھٹلایا شمود نے خبردار کرنے والوں کو۔	كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ②۳
پس اُنہوں نے کہا کیا، ایک آدمی جو ہم میں سے ہے، اکیدا	فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّمَّنَّا وَاحِدًا
ہم پیچھے لگ جائیں اُس کے؟	نَتَّبِعُهُ
بے شک ہم تب تو یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے۔	إِنَّا إِذَا لَأَفْقَىٰ ضَلَلٍ وَسُعُرٍ ②۴
کیا نازل کی گئی ہے نصیحت اُسی پر ہمارے درمیان میں سے؟	ءِ الْفَقَى الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا
بلکہ وہ بہت جھوٹا، بڑائی کرنے والا ہے۔	بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ②۵
عنقریب وہ جان لیں گے کل کون بہت جھوٹا، بڑائی کرنے والا ہے؟	سَيَعْلَمُونَ غَدًا مِّنَ الْكَذَّابِ الْأَشِرِّ ②۶
بے شک ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی جو آزمائش ہو گی اُن کے لیے	إِنَّا مُرْسَلُونَ بِالنَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
پس اے صالح! اُن (کے انجام) کا انتظار کیجئے اور صبر کیجئے۔	فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ②۷
اور بتا دیجئے انہیں کہ پانی تقسیم ہو گا اُن کے درمیان	وَنَبِّئُهُم أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ

مہر پینے کی باری پر ہی حاضر ہوا جائے گا۔	كُلُّ شَرِبٍ مُّحْتَضِرٌ ۝۲۸
تو انہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو	فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ
تو اُس نے ہاتھ چلایا	فَتَعَالَى
پھر کاٹ ڈالا اونٹنی کی ٹانگوں کو۔	فَعَقَرَ ۝۲۹
بے شک ہم نے بھیجی اُن پر ایک ہی چیخ۔	فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝۳۰
تو وہ ہو گئے باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح۔	كَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝۳۱
اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُّدْكِرٍ ۝۳۲

قوم ثمود نے سیدنا صالحؑ کی شان میں گستاخی کی اور تکبر سے اُن کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی پہاڑ سے برآمد کی۔ سیدنا صالحؑ نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے کیونکہ یہ اُس کی قدرتِ خاص سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئی ہے۔ تمہیں اس اونٹنی کو کھانے اور پینے کے لیے خاص رعایت دینی ہے اور اسے بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا۔ اُس بدنصیب قوم کے ایک بد بخت فرد نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے زلزلہ سے اُس قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ بلاشبہ قرآن سبق آموزی اور حصولِ ہدایت کے لیے مضامین کو آسان اسلوب میں بیان کر رہا ہے۔ کوئی ہے سعادت مند جو اس قرآن سے نصیحت حاصل کرے؟

آیات ۳۳ تا ۴۰

قوم لوط پر بدترین عذاب

جھٹلایا قوم لوط نے خبردار کرنے والوں کو۔	كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالَّذِي ۝۳۳
بے شک ہم نے بھیجی اُن پر پتھر برسانے والی ہوا	إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا
سوائے لوط کے گھر والوں کے	إِلَّا آلَ لُوطٍ
ہم نے بچالیا انہیں سحر کے وقت۔	نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۝۳۴
نعمت تھی ہماری طرف سے	نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اُسے جو شکر کرے۔	كَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۝۳۵
اور یقیناً لوط نے خبردار کیا تھا انہیں ہماری پکڑ سے	وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا
تو انہوں نے شک کیا خبردار کرنے والی باتوں میں۔	فَتَبَارَوْا بِالَّذِي ۝۳۶
اور یقیناً انہوں نے بہکانے کی کوشش کی لوط کو اُن کے	وَلَقَدْ رَاودُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ
مہمانوں کے بارے میں	فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ
تو ہم نے بے نور کر دیں اُن کی آنکھیں	فَذُوقُوا عَذَابِيَ وَنُذِرَ ۝۳۷
پس چکھو میرے عذاب اور میرے خبردار کرنے کا مزہ۔	وَلَقَدْ صَبَّحَهُمُ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقَرٌّ ۝۳۸
اور یقیناً صبح آگیا اُن پر سویرے ہی نہ ٹلنے والا عذاب	فَذُوقُوا عَذَابِيَ وَنُذِرَ ۝۳۹
سو چکھو میرے عذاب اور میرے خبردار کرنے کا مزہ۔	

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ	اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے
فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۝	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قوم لوط ہم جنس پرستی کے مکروہ جرم میں مبتلا تھے۔ سیدنا لوطؑ نے انہیں اس جرم سے باز رہنے اور اس جرم کی بدترین سزا سے خبردار کیا۔ قوم نے سیدنا لوطؑ کی دعوت کو جھٹلادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کے نزول کے لیے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں بھیجا۔ بد بخت قوم نے اُن لڑکوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ عذاب کی پہلی قسط کے طور پر قوم کو اندھا کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک زلزلہ کے ذریعہ اُن کی بستیوں کو اٹھا کر اور پلٹ کر زمین پر دے مارا گیا۔ پھر اُن پر تیز ہواؤں کے ذریعہ کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ قرآن دو اور دو چار کی طرح بالکل سادہ اسلوب میں برائی کی راہ سے بچنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت دے رہا ہے۔ کوئی ہے جو قرآن سے ہدایت حاصل کرے؟

آیات ۴۱ تا ۴۲

آلِ فرعون کی بد بختی

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝	اور یقیناً آئے آلِ فرعون کے پاس خبردار کرنے والے۔
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا	انہوں نے جھٹلائیں ہماری نشانیاں سب کی سب
فَاَخَذْنَاهُمْ أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ ۝	تو ہم نے پکڑ لیا انہیں جیسے پکڑنا ہوتا ہے ایک زبردست، پوری قدرت رکھنے والے کا۔

اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کو اُن کے جرائم سے روکنے اور جرائم کے برے انجام سے خبردار کرنے کے لیے رسول بھیجے۔ رسول واضح معجزات اور دلائل کے ساتھ آئے لیکن اُن بد بختوں نے تمام معجزات اور دلائل کو جھٹلادیا۔ اللہ تعالیٰ نے شدید عذاب کے ذریعہ اُس قوم کی زبردست پکڑ کی اور انہیں دریا میں غرق کر کے نیست و نابود کر دیا۔

آیات ۲۳ تا ۲۸

کیا مشرکین مکہ پر عذاب نہیں آئے گا؟

کیا تمہارے کافر بہتر ہیں ان لوگوں سے	اَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكَ
یا تمہارے لیے کوئی چھٹکارا ہے پہلی کتابوں میں؟	اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الدُّبُرِ ﴿۲۳﴾
کیا وہ کہتے ہیں ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں؟	اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿۲۴﴾
عنقریب شکست کھائے گی یہ جماعت	سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ
اور وہ بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر۔	وَيُولُونَ الدُّبُرَ ﴿۲۵﴾
بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے	بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ
اور قیامت زیادہ بڑی مصیبت اور زیادہ کڑوی ہے۔	وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمْرٌ ﴿۲۶﴾
بے شک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔	اِنَّ الْمَجْرِمِيْنَ فِي ضَلٰلٍ وَّسُعْرٍ ﴿۲۷﴾
جس دن وہ گھسیٹے جائیں گے آگ میں اپنے چہروں پر	يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
(کہا جائے گا) چکھو آگ لگنے کا مزہ۔	ذُقُوْا مَسَّ سَقَرٍ ﴿۲۸﴾

اللہ تعالیٰ کی کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ جو قوم اُس کی نافرمانی کرے گی، اپنے کیے کا وبال پا کر رہے گی۔ کیا مشرکین مکہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور حرکت میں نہیں آئے گا؟ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایسی مضبوط جمعیت ہیں جو دشمنوں سے بدلہ لے سکتی ہے۔ عنقریب یہ مضبوط جمعیت ہزیمت سے دوچار ہوگی، جیسا کہ بدر کے معرکہ میں ہوا۔ پھر یہ جمعیت آخرت کے زیادہ سخت اور

بھیانک عذاب کا سامنا کرے گی۔ اُنہیں منہ کے بل جہنم کی آگ میں گھسیٹا جائے گا اور کہا جائے گا کہ چکھو اپنی سرکشی اور آگ کی تپش کا مزہ۔

آیات ۴۹ تا ۵۵

تقدیر میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے

بے شک ہر چیز کہ ہم نے پیدا کیا ہے اُسے ایک اندازے کے ساتھ۔	إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝۴۹
اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک ہی بار	وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ
جیسے آنکھ کی ایک جھپک۔	كَلْبَحٍ بِالْبَصْرِ ۝۵۰
اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا تمہاری جیسی کئی جماعتوں کو	وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ
تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟	فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ۝۵۱
اور ہر چیز، اُنہوں نے کیا جسے، اعمال ناموں میں درج ہے۔	وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝۵۲
اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔	وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ ۝۵۳
بے شک پر ہیزگار باغات اور نہروں میں ہوں گے۔	إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝۵۴
سچائی کی مجلس میں	فِي مَقْعَدٍ صَدِيقٍ
عظیم بادشاہ کے پاس جو پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	عِنْدَ مَلِيكَ مُّقْتَدِرٍ ۝۵۵

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے کو بھی تخلیق کیا ہے اُس کی تقدیر طے کر دی ہے۔ اُس کے طے شدہ فیصلے کو واقع ہونے میں بس اتنی دیر لگتی ہے جیسے نظر کا ایک طرف سے دوسری طرف پھر جانا۔ اُس نے ماضی میں کئی سرکش قوموں کو اچانک ہلاکت سے دوچار کیا۔ کیا مشرکین مکہ اُن کے انجام سے عبرت حاصل کریں گے؟ پھر اُن سرکش قوموں کا ایک ایک جرم لکھا ہوا ہے اور اُنہیں روزِ قیامت اُس کی سزا مل کر رہے گی۔ کائنات کی ہر چھوٹی یا بڑی شے کا اندراج کتابِ تقدیر میں موجود ہے۔ متقیوں کو بشارت ہو کہ وہ اپنی پرہیزگاری کا انعام پائیں گے۔ اُنہیں بادشاہِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی قربت میں ایک ایسا مقام دیا جائے گا جہاں کثرت سے باغات اور نہریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ہم سب کو بھی عطا فرمائے۔ آمین!

سورہ رحمان

قرآن حکیم کی زینت

سورۃ الرحمن کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوسٌ وَعَرُوسُ الْقُرْآنِ الرَّحْمَنُ (بیہقی)

"ہر شے کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۃ الرحمن ہے۔"

جس طرح دلہن کو سجا یا اور سنوارا جاتا ہے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن کو بھی بڑے خوبصورت الفاظ اور اسلوب کے ساتھ سنوارا اور سجا یا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ عظمت قرآن
- آیات ۵ تا ۳۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر
- آیات ۳۷ تا ۴۵ اہل جہنم پر عذاب
- آیات ۴۶ تا ۷۸ اہل جنت پر انعامات

آیات ۱ تا ۴

عظمت قرآن حکیم

الرَّحْمَنُ ①	(اللہ) بے حد رحم فرمانے والا ہے۔
عَلَّمَ الْقُرْآنَ ②	اُس نے سکھایا قرآن۔
خَلَقَ الْإِنْسَانَ ③	اُس نے پیدا فرمایا انسان۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ①

اُس نے سکھایا انسان کو بات کرنا۔

ان آیات میں چار چوٹی کی چیزوں کا ذکر ہے۔ صفاتِ باری تعالیٰ میں سے چوٹی کی صفت ہے الرحمان یعنی وہ ہستی جس کی رحمت میں جوش ہے۔ ہم سب اُس کی اسی شان کے محتاج ہیں۔ پھر سب سے زیادہ چوٹی کا علم جو اُس نے سکھایا وہ ہے علم قرآن۔ مخلوقات میں سب سے چوٹی کی مخلوق ہے انسان۔ انسان کی صلاحیتوں میں سب سے اعلیٰ صفت ہے صفت بیان۔ ان چار چوٹی کی چیزوں کے بیان کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ شے کا استعمال بھی اعلیٰ درجہ پر ہونا چاہیے۔ لہذا انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت میں سے وافر حصہ لینے کا ذریعہ یہ ہے کہ وہ صفت بیان کو قرآن حکیم کے سیکھنے اور سکھانے کے لیے استعمال کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی حقیقت کو یوں واضح فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری)

"تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے سیکھا قرآن اور سکھایا اسے۔"

آیات ۵ تا ۹

پوری کائنات میں عدل ہے، تم بھی عدل کرو

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ⑤	سورج اور چاند ایک حساب سے (چل رہے) ہیں۔
وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ⑥	اور ستارے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔
وَالسَّابَّاءُ رَفَعَهَا ⑦	اور آسمان، اللہ نے بلند کیا اسے
وَوَضَعَ الْبُيُوتَانَ ⑧	اور رکھ دی ترازو۔
أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْبُيُوتَانِ ⑨	تاکہ تم زیادتی نہ کرو ترازو میں۔
وَاقْبِلُوا الْوُزْنَ بِالْقِسْطِ ⑩	اور قائم کرو تول کو عدل کے ساتھ
وَلَا تُخْسِرُوا الْبُيُوتَانَ ⑪	اور کمی نہ کرو ترازو میں۔

اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کی حرکت بڑے توازن کے ساتھ اُن کے خاص مدار میں طے کر دی ہے۔ ستارے اور درخت اُسی کے مقرر کردہ ضابطے کے مطابق کام کرتے ہیں۔ گویا کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں چل رہا ہے۔ اب اگر کوئی شخص شرک، کفر یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے تو وہ دراصل کائنات کے پورے نظام سے برسرِ پیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان کو بلند کیا ہے اور اس میں موجود تمام مخلوقات ایک کامل توازن کے ساتھ حرکت کر رہی ہیں

لوسانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام

آفاق کی اس کارگاہ شیشہ گری کا

کائنات میں قائم کیا گیا توازن اور عدل ہمیں اس بات کا پیغام دے رہا ہے کہ ہم بھی اپنے جملہ معاملات میں عدل اور توازن کا پہلو قائم رکھیں اور عدم توازن یا انتہا پسندی سے اجتناب کریں۔ مولانا مودودی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"تم ایک متوازن کائنات میں رہتے ہو جس کا سارا نظام عدل پر قائم کیا گیا ہے، اس لیے تمہیں بھی عدل پر قائم ہونا چاہیے۔ جس دائرے میں تمہیں اختیار دیا گیا ہے اُس میں اگر تم بے انصافی کرو گے، اور جن حق داروں کے حقوق تمہارے ہاتھ میں دیے گئے ہیں اگر تم اُن کے حق مارو گے تو یہ فطرت کائنات سے تمہاری بغاوت ہوگی۔ اس کائنات کی فطرت ظلم و بے انصافی اور حق ماری کو قبول نہیں کرتی۔ یہاں ایک بڑا ظلم تو درکنار، ترازو میں ڈنڈی مار کر اگر کوئی شخص خریدار کے حصہ کی ایک تولہ بھر چیز بھی مار لیتا ہے تو میزانِ عالم میں خلل برپا کر دیتا ہے۔"

آیات ۱۰ تا ۱۲

زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ⑩	اور زمین کہ اللہ نے بچھا دیا ہے اُسے مخلوق کے لیے۔
فِيهَا فَاكِهَةٌ	اُس میں میوے ہیں
وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ⑪	اور غلافوں والی کھجوریں ہیں۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اور بھوسے والا اناج ہے

وَالرَّيْحَانُ ۝۱۶

اور خوشبودار پھول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ایسے اسباب اور وسائل پیدا فرمائے جو اس پر بسنے والی تمام مخلوقات کے لیے زندگی اور تسکین کا ذریعہ ہیں۔ خاص طور پر زمین سے میوے اور کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جو نہ صرف لذیذ ہیں بلکہ انسانوں کو تقویت پہنچانے والی نعمتیں ہیں۔ پھر زمین ہی سے اناج کی وہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں جس میں چارہ بھی ہے اور خوشبودار پھول بھی۔ اناج انسان استعمال کرتے ہیں، چارہ جانور کھاتے ہیں اور خوشبودار پھول انسان کی حس بصارت و شامہ کے لیے باعث تسکین ہیں۔

آیت ۱۳

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۱۷

تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

یہ آیہ مبارکہ اس سورہ میں ۳۱ بار آئی ہے۔ اس آیت میں انسانوں اور جنات دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا گیا کہ تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں اس آیہ مبارکہ کا جواب دینا چاہیے کہ: لَا بَشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نَكَدُ فَلَكَ الْحَمْدُ (ترمذی)

"تیری نعمتوں میں سے کسی کو بھی اے ہمارے رب! ہم نہیں جھٹلاتے۔ پھر تیرے ہی لیے ہے کل شکر۔"

نعمتوں کو نہ جھٹلانے کی صورت یہ ہے ہم دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں، زبان سے اُن کا اعتراف کریں اور اُنہیں استعمال کرنے کے بعد پورے وجود سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۲۵

قدرتِ باری تعالیٰ کے مظاہر

اللہ نے پیدا کیا انسان کو بجنے والی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح تھی۔	خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۳
اور اُس نے پیدا کیا جن کو آگ کے شعلہ سے۔	وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝۱۴
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۱۵
وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔	رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝۱۶
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۱۷
اُس نے بہادیے دو سمندر جو باہم ملتے ہیں۔	مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝۱۸
اُن دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے، وہ (اپنی اپنی) حد سے تجاوز نہیں کر سکتے۔	بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۝۱۹
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۲۰
نکلتے ہیں اُن دونوں سے موتی اور مونگے۔	يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝۲۱
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۲۲

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	
اور اُسی کے ہیں اونچے کھڑے جہاز سمندر میں جیسے ہوں پہاڑ۔	وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝۲۳
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبَايَ الْآلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۲۴

ان آیات میں قدرتِ باری تعالیٰ کے حسب ذیل مظاہر بیان ہوئے ہیں:

i. اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود کو ایسے گارے سے پیدا کیا جو سوکھ کر کھنک رہا تھا۔

ii. اُس نے جنات کو آگ کے شعلہ کی لپک سے وجود بخشا۔

iii. وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا پروردگار ہے۔ انسان کے لیے ہر روز دو مشرقیں اور دو مغربیں وجود میں آتی ہیں۔ صبح

کے وقت جو اُس کی مشرق (سورج طلوع ہونے کی جگہ) ہے وہ کسی اور کے لیے مغرب (سورج غروب ہونے کا مقام) ہے۔ اسی طرح شام کے وقت اُس کی مغرب کسی اور کے لیے مشرق ہے۔ انسان زمین پر جس طویل ترین فاصلے کا تصور کر سکتا ہے وہ مشرق اور مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اس طویل ترین خطہ زمین کا مالک و پروردگار ہے۔

iv. اُس نے دو دریا بہا دیئے ہیں۔ ایک کا ذائقہ میٹھا اور خوشگوار جبکہ دوسرے کا ذائقہ نمکین اور کڑوا ہے۔ دونوں دریا ایک ساتھ بہنے کے باوجود باہم ملتے نہیں۔ اُن کے درمیان نظرنہ آنے والا پردہ ہے جو انہیں باہم آمیزش سے روکتا ہے۔

v. وہ انسان کے لیے سمندروں سے کیسے کیسے موتی اور مونگے برآمد فرماتا ہے جو قیمتی بھی ہیں اور انتہائی حسین و دلکش بھی۔

vi. اُس نے انسان کو پانی میں چلانے کے لیے ایسے بڑے بڑے جہاز بنانے کی صلاحیت دی جو پہاڑوں کی مانند دیو ہیکل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں و قدرتیں ایسی ہیں کہ اُن کا شمار ناممکن ہے۔ انسان اور جنات اُس کی کن کن نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلائیں گے؟

آیات ۲۶ تا ۲۸

دنیا کی رعنائیوں کا انجام

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾	ہر ایک جو اس زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔
وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۲۷﴾	اور باقی رہے گی تمہارے رب کی وہ ذات جو بڑی عظمت اور عزت والی ہے۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۸﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے؟

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قدرت کے مظاہر نے دنیا میں بڑا حسن اور رعنائیاں پیدا کر دی ہیں۔ البتہ یہ سارا حسن اور رعنائی عارضی ہے۔ عنقریب زمین پر موجود ہر شے فنا ہو جائے گی۔ لہذا فانی اشیاء کو مطلوب و مقصود نہ بنالینا۔ مطلوب و مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہی کو بنانا چاہیے کیونکہ اسی کا رخ انور اپنی پوری آب و تاب اور جمال و جلال کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا۔ بقول شاعر

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ جُزْءُهُ اَوْ

گر نہیں دروَجہ اَوْ ہستی مجو

"ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کے رخ انور کے۔ اگر تمہارا رخ اُس کی طرف نہیں تو تمہاری زندگی بھی نہ ہونے کے مساوی ہے۔"

آیات ۲۹ تا ۳۰

ہر شے اللہ تعالیٰ کے در کی فقیر ہے

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	مانگتا ہے اُسی سے جو آسمانوں اور زمین میں ہے
---	--

کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ①	ہر دن وہ ایک (نئی) شان میں ہے۔
فَبَايَ الْاَلَاءِ رَبِّكُمْ اَنْتُمْ كَاذِبِينَ ②	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے در کی فقیر اور اپنی ضروریات کے لیے اُس کے سامنے سوالی ہے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ غنی ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں اور ہر روز اپنی قدرت کا کوئی نیا ظہور سامنے لا رہا ہے۔ اُس کی دنیا کبھی ایک حال پر نہیں رہتی بلکہ مسلسل بدلتی رہتی ہے۔ وہ بے حد و حساب مخلوقات نئی سے نئی وضع اور شکل اور اوصاف کے ساتھ پیدا کر رہا ہے۔ اپنی بے شمار مخلوقات کو طرح طرح سے رزق دے رہا ہے۔ کسی کو عزت دے رہا ہے اور کسی کو ذلیل کر رہا ہے۔ کسی کو شفا دے رہا ہے اور کسی کو بیماری میں مبتلا کر رہا ہے۔ کسی ڈوبتے کو بچا رہا ہے اور کسی تیرتے کو ڈبو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت و رفعت کو تسلیم اور اپنی عاجزی و در ماندگی کا اعتراف کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۶

انسانوں اور جنات کی بے بسی

سَنَفِّخُكُمْ لَكُمْ اَيُّهُ الثَّقَلَيْنِ ③	ہم جلد ہی فارغ ہوں گے تمہارے لیے اے دو بھاری گروہو!۔
فَبَايَ الْاَلَاءِ رَبِّكُمْ اَنْتُمْ كَاذِبِينَ ④	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
يَبْعَثُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ ⑤	اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!
اِنْ اَسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ⑥	اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ

لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳	تم نہیں نکل سکو گے مگر بڑی قوت کے ساتھ۔
فَبَايَ الْاِثْمِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُ ۝۳۴	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ شَوْاِظًا مِّنْ نَّارٍ	چھوڑا جائے گا تم پر شعلہ آگ کا اور دھواں
وَنُحَاسٍ فَلَا تَنْتَصِرُونَ ۝۳۵	پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔
فَبَايَ الْاِثْمِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُ ۝۳۶	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو عمل کا اختیار دیا ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتی ہے جبکہ ان دونوں مخلوقات کی اکثریت اختیار کا غلط استعمال کر کے نافرمانی کرتی ہے۔ ایسے نافرمان، کائنات سے ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے کائنات پر بوجھ ہیں۔ ان نافرمانوں کو چیلنج دیا گیا کہ اگر وہ خود کو بڑا ہی با اختیار سمجھتے ہیں تو پھر آسمانوں اور زمین کی حدود سے گویا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر نکل کر دکھائیں۔ جو ایسا کرنے کی کوشش کرے گا اُس پر آگ اور دھوئیں سے ملے ہوئے شعلے چھوڑ دیے جائیں گے۔ وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن نہ اپنا دفاع کر سکے گا اور نہ ہی بدلہ لے سکے گا۔

آیات ۳۷ تا ۴۵

روزِ قیامت مجرموں کا انجام

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ	پھر جب پھٹ جائے گا آسمان
فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالِدِّهَانِ ۝۳۷	تو وہ ہو جائے گا گلابی جیسے تیل کی تلچھٹ۔
فَبَايَ الْاِثْمِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُ ۝۳۸	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن

قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	
پھر اُس دن پوچھا نہ جائے گا اُس کے گناہ کے بارے میں کسی انسان سے اور نہ کسی جن سے۔	فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ۝۳۹
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۴۰
پہچان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں کی سیاہی سے	يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيَاهُمْ
پھر پکڑ لیے جائیں گے پیشانی کے بالوں اور قدموں سے۔	فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۝۴۱
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۴۲
یہ جہنم وہی ہے جھٹلاتے تھے جسے مجرم لوگ۔	هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝۴۳
وہ چکر لگاتے ہوں گے اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان۔	يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَيْثُمْ إِنْ ۝۴۴
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۴۵

روزِ قیامت آسمان پھٹ جائے گا اور اُس کی رنگت تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہوگی۔ اُس روز مجرموں کے خوف سے بگڑے ہوئے چہرے اُن کے جرائم کا راز فاش کر دیں گے۔ اب اُن سے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اُن بد نصیبوں کو سر کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ جہنم میں پیاس بجھانے کے لیے وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف آئیں گے۔ اُس سے گھبرائیں گے تو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف بھاگیں گے۔ اُس سے جب تنگ ہوں

گے تو پھر کھولتے ہوئے پانی کی طرف لوٹیں گے۔ اُن کی یہی گردش جاری رہے گی۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۴۶ تا ۵۵
اصحابِ الیمین کی جنت

اور اُس کے لیے جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے دوباغ ہیں۔	وَلَيْسَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۝۳۶
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۳۷
وہ دونوں بہت شاخوں والے ہیں۔	ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ۝۳۸
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۳۹
ان دونوں میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔	فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَنِ ۝۴۰
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۴۱
اُن دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں۔	فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَيْنِ ۝۴۲
تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝۴۳
ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں ایسے بچھونوں پر جن کے استر	مُتَبَكِّينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۝۴۴

[illegible]

وَجَنَّا الْجَنَّاتِ دَانِ ۵۴	اور دونوں باغوں کا پھل قریب ہے۔	موٹے ریشم کے ہیں
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۵۵	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	

ان آیات میں ایسے انسانوں اور جنات کو علیحدہ علیحدہ باغات کی خوشخبری دی گئی جو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے احساس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اُن کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے درختوں کی کئی شاخیں ہوں گی۔ گویا اُن کے سائے بھی گھنے ہوں گے اور اُن پر پھل بھی کثرت سے آئے گا۔ یہ پھل اتنے جھکے ہوئے ہوں گے کہ وہ آسانی سے توڑ لیں گے۔ ان باغات میں چشمے بہہ رہے ہوں گے جن سے وہ خوب لطف اندوز ہوں گے۔ اُن کے لیے ایسے بچھونوں پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کی مسندیں ہوں گی جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔ سورہ واقعہ کی ہم مضمون آیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نعمتیں اصحاب الیمین کے لیے ہیں۔

آیات ۵۶ تا ۶۱

اصحاب الیمین کی بیویاں

فِيهِنَّ قَصْرٌ الطَّرْفِ	اُن میں نیچی نگاہوں والی عورتیں ہیں	
لَمْ يَطْمِثْهِنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۵۶	نہیں ہاتھ لگایا جنہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔	
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۵۷	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟	
كَانَ لَهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۵۸	گویا کہ وہ ہوں یا قوت اور مونگے۔	

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٥٩﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾	کیا ہے نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦١﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اصحاب الیمین کی بیویاں شرم و حیا کی ایسی پیکر ہوں گی کہ ہر وقت نظریں جھکا کر رکھیں گی۔ یہ عورت کی اصل خوبی ہے کہ وہ بے شرم اور بیباک نہ ہو بلکہ حیا دار ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں عطا کی جانے والی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے اُن کے حسن و جمال کی نہیں بلکہ اُن کے کردار کی پاکیزگی کی تعریف فرمائی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ یاقوت اور مرجان کی طرح حسین ہوں گی۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ بلاشبہ جس نے دنیا میں بھلائیاں کی ہیں اُس کا بدلہ اُس کے حق میں بھلائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

آیات ۶۲ تا ۶۹

مقربین کی جنت

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ ﴿٦٢﴾	اور ان دو کے علاوہ اور دو باغ ہیں۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٣﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
مُدْهَامَتَيْنِ ﴿٦٤﴾	دونوں سیاہی مائل گہرے سبز ہیں۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٥﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

فِيْهِمَا عَيْنَانِ نُّصَافَتَيْنِ ۝۶۱	اُن دونوں میں دو ابلتے ہوئے چشمے ہیں۔
فَبَايَ الْاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۶۲	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَانٌ ۝۶۳	اُن دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔
فَبَايَ الْاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۶۴	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وہ خوش نصیب انسان اور جن جو اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شمار ہوں گے اُن کے لیے علیحدہ علیحدہ ایسے باغات ہوں گے جن میں درختوں کے پتے اتنے گہرے سبز رنگ کے ہوں گے جیسے سیاہ ہو رہے ہوں۔ اُن میں چشمے جوش مارتے ہوئے پھوٹ رہے ہوں گے اور شاید یہی چشمے بہتے ہوئے اصحاب الیمین کے باغات سے گزریں گے۔ پھر وہاں کثرت سے میوے، کھجوریں اور انار یعنی عرب میں پائے جانے والے پھل زیادہ لذیذ صورت میں موجود ہوں گے۔ مقربین کی اکثریت صحابہ کرام میں سے ہوگی۔ وہ عرب تھے اور ان باغات میں عربی ذوق کی تسکین کا سامان زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

آیات ۷۰ تا ۷۸

مقربین کی بیویاں

فِيْهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ۝۷۰	اُن باغات میں کئی خوب سیرت، خوبصورت عورتیں ہیں۔
فَبَايَ الْاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۷۱	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝۷۲	وہ حوریں ہیں جو روکی ہوئی ہیں خیموں میں۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٤٦﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
لَمْ يَطِثْتَهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٤٧﴾	نہیں ہاتھ لگایا جنہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٤٨﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
مُتَّكِئِينَ عَلَى رَفْرَفٍ خُضِرٍ	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں سبز قالینوں پر
خُضِرٍ وَ عَبَقَرِيِّ حَسَانٍ ﴿٤٩﴾	اور نادر و نفیس بچھونوں پر۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٥٠﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٥١﴾	بہت برکت والا ہے تمہارے اُس رب کا نام جو بڑی عظمت اور عزت والا ہے۔

مقربین کی بیویاں نیک سیرت اور بڑی حسین و جمیل ہوں گی۔ سیرت کی خوبی کا ذکر خوبصورتی سے پہلے کر کے کردار کی پاکیزگی کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ مقربین کی بیویاں حوریں ہوں گی جو خیموں میں مکین ہوں گی تاکہ پردے اور شرم و حیا کی اقدار ملحوظ رہیں۔ سورہ واقعہ میں حوروں کا ذکر مقربین کی جنت کے لیے کیا گیا ہے۔ گویا یہاں بھی جن جنتوں کا ذکر ہے وہ مقربین کی ہیں۔ اُن کے لیے ٹیک لگا کر بیٹھنے کے لیے سبز رنگ کے دلکش قالین اور انتہائی نادر و نفیس بچھونے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقربین میں شامل فرمائے۔ آمین! تمام نعمتیں اور راحتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ اسی لیے سورہ مبارکہ کے آخر میں اعلان کیا گیا کہ بہت ہی بابرکت ہے اُس رب کریم کا نام جو بڑی عظمت کا حامل اور عزت و شرف والا ہے۔

سورۃ واقعہ

آخرت میں انسانوں کے احوال کا بیان

اس سورۃ مبارکہ میں انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم اور روز قیامت ہر گروہ کے احوال کا تفصیلی بیان وارد ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱۰ تا ۱۰ قیامت کا نقشہ
- آیات ۲۶ تا ۲۶ مقررین کی جنت
- آیات ۴۰ تا ۴۰ اصحاب الیمین کی جنت
- آیات ۵۶ تا ۵۶ اہل جہنم کا برا انجام
- آیات ۷۴ تا ۷۴ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر
- آیات ۸۲ تا ۸۲ عظمت قرآن
- آیات ۹۶ تا ۸۳ موت کی کیفیت

آیات ۶ تا ۶

قیامت کا منظر

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ①	جب واقعہ ہو جائے واقعہ ہونے والی۔
لَيْسَ لَوْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ②	اور نہیں ہے اُس کے واقعہ ہونے میں کوئی جھوٹ۔
خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ③	وہ پست کرنے والی، بلند کرنے والی۔
إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ④	جب ہلائی جائے گی زمین بڑے زور سے۔
وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًا ⑤	اور جب ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ توڑ پھوڑ کر۔

فَكَانَتْ هَبَاءً مُّثْبِتًا ①

تو وہ ہو جائیں گے بکھرا ہوا غبار۔

قیامت کا واقعہ ہونا ایک یقینی حقیقت ہے۔ اُس روز کئی لوگ جو دنیا میں بڑے سمجھے جاتے تھے، اپنے جرائم کی پاداش میں ذلیل ہو کر پست ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ جو دنیا میں نمایاں نہ تھے، اپنے اعلیٰ کردار کی وجہ سے بلند مقامات پر فائز ہوں گے۔ اُس روز پوری کی پوری زمین ایک زوردار زلزلے کی وجہ سے کانپے گی۔ پہاڑوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آخر کار وہ اڑتے ہوئے غبار کی طرح بکھر جائیں گے۔

آیات ۷ تا ۱۱

انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم

وَ كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ②	اور تم ہو جاؤ گے تین گروہ۔
فَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ③	پھر داہنے ہاتھ والے
مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ④	کیا ہی خوب ہیں داہنے ہاتھ والے!
وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ⑤	اور بائیں ہاتھ والے
مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ⑥	کیسے ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے!
وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ⑦	اور جو پہلے کرنے والے ہیں وہی آگے بڑھنے والے ہیں۔
أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ⑧	یہی لوگ ہیں جو (اللہ کے) قریب کیے گئے ہیں۔

روزِ قیامت تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ وہ جواں مرد جنہوں نے ہر بھلائی میں پہل کی، حق کا آگے بڑھ کر ساتھ دیا اور مال و جان کی بازی لگا دی۔ یہ لوگ آخرت میں بھی سب سے آگے ہی رکھے جائیں گے اور سابقون کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

أَنَّهُ قَالَ أَتَذَرُونَ مِنَ السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ
وَإِذَا سُئِلُوا بِذَلِكَ وَحَكَمُوا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لَأَنْفُسِهِمْ

"آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا "جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے؟"
لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہے۔ فرمایا "وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب اُن کے آگے حق
پیش کیا گیا انہوں نے قبول کر لیا، جب اُن سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کر دیا، اور دوسروں کے معاملہ میں اُن کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو
خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔"

ایسے سعادت مند جنہوں نے سابقوں کی پیروی کرتے ہوئے دیوانہ وار حق کا ساتھ دیا انہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا
اور وہ اصحاب الیمین کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ وہ بد نصیب جنہوں نے حق کے مقابلہ میں دنیا اور خواہشاتِ نفس کو ترجیح
دی، انہیں نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اصحاب الشمال کے گروہ میں شامل ہوں گے۔

آیات ۱۲ تا ۲۶

سابقون کی جنت

فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ⑫	سابقون ہوں گے نعمت کے باغوں میں۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ⑬	بہت سے ہوں گے پہلوں میں سے۔
وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ⑭	اور تھوڑے سے ہوں گے آخری لوگوں میں سے۔
عَلَى سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ⑮	وہ ہوں گے سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔
مُتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَبِّلِينَ ⑯	ٹیک لگائے ہوئے اُن پر آمنے سامنے بیٹھنے والے ہوں گے۔
يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ⑰	آس پاس پھریں گے اُن کے وہ جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

پيالوں اور کیتلیوں اور بہتی ہوئی شراب سے لبالب بھرے ہوئے جام کے ساتھ۔	بَاكُوَابٍ وَّ اَبَارِيقٍ وَّ كَاسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ۝۱۸
نہ ہی چکرایا جائے گا اُن کا سر اُس سے	لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا
اور نہ ہی وہ بہکیں گے۔	وَلَا يُزْفُونَ ۝۱۹
اور میوہ اُس میں سے جو وہ پسند کریں گے۔	وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝۲۰
اور پرندوں کا گوشت اُن میں سے جو وہ چاہیں گے	وَلَحْمٍ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝۲۱
اور بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی (اُن کے لیے)۔	وَحُورٌ عِينٌ ۝۲۲
چھپا کر رکھے ہوئے موتیوں کی طرح۔	كَامُثَالِ اللُّؤْلُؤِ الَّتِي لَوْ اَلْبَسْنَاهَا لَافْتَدَتْ ۝۲۳
بدلہ ہے اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔	جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۲۴
نہیں سنیں گے اُن باغات میں کوئی بے مقصد اور گناہ میں ڈالنے والی بات۔	لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّ لَا تَأْثِيمًا ۝۲۵
مگر یہ کہنا کہ سلام ہے، سلام ہے۔	اِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝۲۶

سابقوں کی بڑی تعداد ہر امت کے پہلے طبقہ میں سے ہوگی البتہ چند آخری طبقہ میں سے بھی ہوں گے۔ وہ جنت میں ٹیک لگائے ہوئے انتہائی قیمتی اور نادر تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ خوبصورت لڑکے اُن کے سامنے پاکیزہ شراب کے جام پیش کریں گے۔ ایسی شراب جس میں نہ سر چکرانے کا اندیشہ ہے، نہ نشہ ہے اور نہ ہی پی کر بہکنے کا امکان۔ اُنہیں مرغوب میوے اور پرندوں کا گوشت فراہم کیا جائے گا۔ اُن کی بیویاں خوبصورت حوریں ہوں گی، اُن موتیوں کی مانند جنہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ وہاں کی مجلسیں پاکیزہ ہوں گی جن میں کوئی جھوٹ، غیبت، بہتان اور بیہودہ باتیں نہیں ہوں گی۔ فرشتے اور دیگر جنتی اُن کے لیے سلامتی کی دعائیں

کریں گے اور اللہ تعالیٰ اُن پر سلامتی نازل فرمائے گا۔ یہ بدلہ ہوگا اُن کے عمل اور دین کے لیے قربانیوں کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۴۰ اصحاب الیمین کی جنت

وَاصْحَابُ الْيَمِينِ	اور داہنے ہاتھ والے
مَاْ اصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾	کیا ہی خوب ہیں داہنے ہاتھ والے۔
فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾	وہ ہوں گے ایسی بیڑیوں میں جن کے کانٹے صاف کر دیے گئے ہیں۔
وَطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿٢٩﴾	اور ایسے کیلوں میں جو تہ بہ تہ لگے ہوں گے۔
وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾	اور ایسے سائے میں جو خوب پھیلا ہوا ہے۔
وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾	اور ایسے پانی میں جو برسیا جا رہا ہے۔
فَاكِهِةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾	اور بہت سے میوؤں میں۔
لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾	وہ نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کبھی اُن کی فراہمی روکی جائے گی۔
وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾	اور اونچے بچھونوں میں۔
إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً ﴿٣٥﴾	بے شک ہم نے اُٹھایا ہے اُن کی بیویوں کو ایک خاص اُٹھان پر۔

فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا ۝۲۶	پھر ہم نے بنایا ہے انہیں کنواریاں۔
عُرُبًا أَتْرَابًا ۝۲۷	شوہر کو مائل کرنے والیاں، اُن کی ہم عمر ہیں۔
لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝۲۸	یہ سب داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہے۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْأُولَىٰ ۝۲۹	بہت سے ہوں گے پہلوں میں سے۔
وَّثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝۳۰	اور بہت سے ہوں گے آخری لوگوں میں سے۔

اصحاب الیمین کی جنت میں ایسے پیری کے درخت ہوں گے جن میں کاٹنا نہ ہوگا۔ انہیں کیلوں کے گچھے پیش کیے جائیں گے۔ وہاں لمبے لمبے سائے ہوں گے۔ بہتے ہوئے پانی کے چشمے اور آبشاریں ہوں گی۔ کثرت سے میوے ہوں گے جن کی فراہمی مسلسل جاری رہے گی۔ اُن کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے اونچے اونچے بچھونے ہوں گے۔ اُن کی بیویاں منفرد حسن کی حامل ہوں گی، اُن کی ہم عمر اور پرکشش ہوں گی۔ جنت میں جانے والی ہر خاتون کو پھر سے جوان، کنواری، حسین اور اپنے شوہروں کے لیے محبوب کر دیا جائے گا۔ اصحاب الیمین کی بڑی تعداد ہر امت کے پہلے طبقہ میں سے ہوگی اور ایک بڑی تعداد امت کے آخری طبقہ میں سے بھی ہوگی۔

آیات ۴۱ تا ۵۶

اصحاب الشمال کا برا انجام

وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ	اور بائیں ہاتھ والے
مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۝۳۱	کیسے ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے!
فِي سُبُورٍ وَحَصِيمٍ ۝۳۲	وہ تیز بھاپ اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔

وَضِلٌّ مِّنْ يُحْمُوهِ ③۲	اور سائے میں ہوں گے سیاہ دھوئیں کے۔
لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٌ ③۳	جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ سکون دینے والا۔
إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ③۴	بے شک وہ تھے اس سے پہلے خوشحال۔
وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ③۵	اور وہ اڑے رہتے تھے بہت بڑے گناہ پر۔
وَكَانُوا يَقُولُونَ	اور وہ کہا کرتے تھے
إِنَّا امْنُنَّا	کیا جب ہم مرجائیں گے
وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا	اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں
عَرَانَا لَمَبْعُوثُونَ ③۶	کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟
أَوَ أَبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ③۷	کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔
قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ③۸	اے نبی! فرمائیے بے شک جو پہلے ہیں اور جو آخری ہیں۔
لَمَجْمُوعُونَ	یقیناً جمع کیے جانے والے ہیں
إِلَىٰ مِيقَاتٍ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ③۹	ایک مقررہ وقت پر طے شدہ دن میں۔
ثُمَّ إِنَّكُمْ إِلَيْهَا الصَّالُّونَ الْبَكِّدُونَ ④۰	پھر بے شک تم اے گمراہو! جھٹلانے والو!۔
لَا تَكُونُ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زُقُومٍ ④۱	یقیناً کھانے والے ہوز قوم کے درخت میں سے۔
فَمَا لَكُمْ مِنْهَا الْبُطُونُ ④۲	پھر بھرنے والے ہو اس سے پیٹ۔
فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ④۳	پھر پینے والے ہو اس پر کھولتا ہوا پانی۔

فَشْرِبُواْ شَرْبَ الْهَيْمِ ۝۵۵	پھر پینے والے ہو پیا سے اونٹوں کا سا پینا۔
هَذَا نُزْلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝۵۶	یہ اُن کی مہمانی ہے بدلے کے دن۔

اصحابُ الشمال کو جہنم میں تیز بھاپ سے جھلسنا اور کھولتے ہوئے پانی سے تڑپنا ہو گا۔ اُن پر دھوئیں کا سایہ ہو گا۔ نہ اس سے ٹھنڈک ملے گی اور نہ ہی سکون نصیب ہو گا۔ یہ بد نصیب دنیا میں بڑے آسودہ حال تھے لیکن عیش میں یادِ خدا سے غافل ہو کر بڑے بڑے گناہ کیا کرتے تھے۔ بڑے تکبر سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے تھے۔ اُن کو دنیا میں آگاہ کر دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے گمراہ باپ دادا سب مقررہ وقت پر زندہ کیے جائیں گے اور انہیں جہنم میں جمع کر دیا جائے گا۔ وہاں وہ زقوم کے درخت سے پیٹ بھریں گے اور پھر اُس پر کھولتے ہوئے پانی سے شدید پیاس کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۵۷ تا ۶۲

رحم مادر میں انسانوں کی تخلیق کون کرتا ہے؟

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ	ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں
فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ۝۵۷	پھر کیوں تم تصدیق نہیں کرتے (دوبارہ جی اٹھنے کی)؟
اَفَرَأَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝۵۸	تو کیا تم نے دیکھا وہ جو تم ٹپکاتے ہو؟
ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗ	کیا تم پیدا کرتے ہو اُسے
اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝۵۹	یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟
نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ	ہم نے طے کر دی ہے تمہارے درمیان موت

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ⑩	اور ہم عاجز نہیں ہیں۔
عَلَىٰ أَنْ يُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ	اِس پر کہ ہم بدل کر لے آئیں تمہارے جیسے
وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ⑪	اور ہم اٹھائیں تمہیں ایک ایسی صورت میں جو تم نہیں جانتے۔
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ	اور یقیناً تم جانتے ہو پہلی پیدائش کو
فَالَوْ لَا تَذَكَّرُونَ ⑫	پھر کیوں تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

شوہر بیوی کے ساتھ تعلق کی لذت لے کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اب رحم مادر میں بچے کو کون تخلیق کرتا ہے؟ یہ کاری گری اور تخلیق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا شاہکار ہے کہ وہ ایک قطرہ کو درجہ بدرجہ ایک مکمل انسان کی صورت تک لے جاتا ہے۔ پھر اُسی نے ہر انسان کی موت کی جگہ اور وقت طے کر دیا ہے۔ بلاشبہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔ پہلی تخلیق انسان دیکھ رہا ہے۔ اُسے چاہیے کہ دوسری تخلیق کی بھی تصدیق کر دے۔ اسی میں انسان کی خیر ہے۔

آیات ۶۳ تا ۶۷

بیچ سے فصل کون اگاتا ہے؟

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ⑬	پھر کیا تم نے دیکھا جو کچھ تم بوتے ہو۔
أَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ	کیا تم اگاتے ہو اُسے
أَمْ نَحْنُ الزُّرْعُونَ ⑭	یا ہم ہی اگانے والے ہیں۔
لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا	اگر ہم چاہیں یقیناً کر دیں اُسے چور اچورا

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿١٥﴾	پھر تم رہ جاؤ حسرت سے باتیں بناتے۔
إِنَّا لَبُغْرَمُونَ ﴿١٦﴾	بے شک ہم پر واقعی تاوان پڑ گیا۔
بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿١٧﴾	بلکہ ہم تو بے نصیب ہو گئے۔

انسان تو زمین میں صرف بیج ڈالتا ہے۔ اُس بیج کو پھاڑ کر اُس میں سے فصل کون پیدا کرتا ہے؟ پھر فصل کی نشوونما کون کرتا ہے؟ مختلف آفات سے اُس فصل کی حفاظت کون کرتا ہے؟ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شانِ خلافت اور ربوبیت ہے۔ بقول اقبال۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟

کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟

کس نے بھردی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب؟

خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟

کون لایا کھینچ کر پیچھم سے بادِ سازگار؟

موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوں انقلاب؟

جو اللہ تعالیٰ فضلیں اگاتا ہے، وہ اس پر بھی قادر ہے کہ کسی آفت کے ذریعہ ان فصلوں کو تباہ کر دے۔ پھر تم شکوہ کرنے لگو کہ ہمارا سرمایہ ڈوب گیا اور ہم محروم ہو گئے۔

آیات ۶۸ تا ۷۰

بارش کون نازل کرتا ہے؟

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾	پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟
ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ	کیا تم نے نازل کیا ہے اُسے بادل سے

۱۹۔ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ	یا ہم ہی نازل کرنے والے ہیں؟
لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ اَجَاجًا	اگر ہم چاہیں تو کر دیں اُسے سخت نمکین
فَلَوْ لَا تَشْكُرُونَ	پھر کیوں تم شکر ادا نہیں کرتے؟

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کی کئی ضروریات پوری کرتا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ کون اسے بارش کے ذریعہ برساتا ہے؟ بلاشبہ یہ احسانِ عظیم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ ڈرتے رہنا چاہیے کہ ہماری نافرمانیوں اور ناشکری کی وجہ سے کہیں اللہ تعالیٰ اس پانی کی مٹھاس کو ختم نہ کر دے اور اسے کھار بنا کر پینے یا کھانا بنانے یا فصلوں کی آب یاری یا تعمیراتی کاموں یا دیگر ضروریات میں استعمال کے قابل نہ رہنے دے۔ ہمیں ہر دم اللہ تعالیٰ کی نارا ضگی سے ڈرنا چاہیے اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

آیات ۱۷ تا ۲۷

آگ، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی

۲۱۔ اَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ	پھر کیا تم نے دیکھی وہ آگ جو تم سلگاتے ہو؟
ءَاَنْتُمْ اَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا	کیا تم نے پیدا کیا ہے اُس کے درخت کو
اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ	یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟
نَحْنُ جَعَلْنَهَا تَذْكِرَةً	ہم ہی نے بنا دیا ہے اُسے نصیحت
وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ	اور فائدہ کی چیز مسافروں کے لیے۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ	سو تسبیح کرو اپنے اُس رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔

آگ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت بھی ہے اور ڈرانے والی نشانی بھی۔ دنیا کی آگ کی شدت سے جہنم کا خوف بھی پیدا ہوتا ہے جس کی آگ کئی گنا زیادہ شدت والی ہوگی۔ دنیا میں ہم آگ سے روشنی اور حرارت حاصل کرتے ہیں اور اپنے لیے غذا اور کئی استعمال کی اشیاء بناتے ہیں۔ آگ کس نے پیدا کی ہے اور اس میں تاثیر کس نے رکھی ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تسبیح و تحمید اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آیات ۷۵ تا ۷۶

عظمت قرآن کے لیے عظیم گواہی

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی۔	فَلَا أُقْسِمُ بِسَوَاقِحِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾
اور بے شک وہ یقیناً ایسی قسم ہے اگر تم جان لو تو بہت بڑی ہے۔	وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾

ان آیات میں ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ اور وقت کی قسم کھا کر قرآن کریم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار ستارے بنائے، اُن کی گردش کا ایک مربوط اور منظم نظام بنایا اور پھر اُن کے غروب ہونے یا غائب ہونے کا ایک ضابطہ بنایا۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑی قدرت ہے جسے عظمت قرآن کے لیے گواہ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جدید مفسرین نے اس سے مراد Black Holes لیے ہیں۔ بڑی بڑی کہکشائیں ڈوب کر یعنی سمٹ کر ایک سیاہ نقطہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور قریب آنے والی ہر شے کو جذب کر لیتی ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی یہ حیرت انگیز قدرت اس پر شاہد ہے کہ قرآن کریم ایک عظیم کلام ہے۔

آیات ۷۷ تا ۸۲

عظمت قرآن کریم

بے شک یہ یقیناً بڑی عزت والا قرآن ہے۔	إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾
---------------------------------------	--------------------------------

فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٨٨﴾	ایک پوشیدہ کتاب میں ہے۔
لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٨٩﴾	نہیں چھوتے اُسے مگر وہی جو پاکیزہ ہیں۔
تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾	نازل کیا گیا ہے تمام جہانوں کے رب کی طرف سے
أَقْبَهُدَا الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ﴿٩١﴾	پھر کیا اس کلام سے تم بے توجہی کرنے والے ہو؟
وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكْذِبُونَ ﴿٩٢﴾	اور بناتے ہو اپنا حصہ یہ کہ تم جھٹلاتے ہو۔

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا بہت بڑا مظہر ہے۔ اصل میں یہ لوح محفوظ میں ہے یعنی ایک ایسا مقام جو انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ اس قرآن کو لکھنے اور چھونے والے فرشتے بڑے پاکیزہ ہیں۔ اُسی قرآن کو اللہ تعالیٰ نے زبانِ عربی میں نازل کیا ہے تاکہ ہم اُسے سمجھ سکیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس عظیم کتاب کے حقوق کی ادائیگی سے اکثر انسان غفلت برتتے ہیں۔ اکثر اُس کی قولی یا عملی تکذیب کا جرم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ قرآن کریم سے محبت کرنے اور اس کے مندرجہ ذیل حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے:

- ایمان و تعظیم یعنی دل کی گہرائیوں سے ماننا کہ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے۔
- تلاوت یعنی آداب کے ساتھ روزانہ قرآن حکیم پڑھنا۔
- تفہیم یعنی قرآن حکیم کو سمجھنا اور اس پر غور و فکر کرنا۔
- عمل یعنی قرآن حکیم کے احکامات پر انفرادی زندگی میں عمل کرنا اور اجتماعی زندگی میں ان کے نفاذ کے لئے کوشش کرنا۔
- تبلیغ یعنی قرآن حکیم کی تعلیمات دوسروں تک پہنچانا۔

آیات ۸۳ تا ۸۷

موت کا منظر

فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ①	پھر کیوں نہیں جب پہنچ جاتی ہے (جان) حلق کو۔
وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ②	اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔
وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ ③	اور ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں اُس کے تم سے
وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ④	اور لیکن تم نہیں دیکھتے۔
فَلَوْ لَا إِنْ كُنْتُمْ عِندَ مَدْيُنِينَ ⑤	پھر کیوں نہیں (ایسا ہوتا) کہ اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں ہو۔
تَرْجِعُونَهَا ⑥	تم لوٹا لاتے اُسے
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ⑦	اگر تم سچے ہو۔

جب ایک انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اُس کی جان حلق کے قریب آکر پھنس جاتی ہے۔ مرنے والا تڑپ رہا ہوتا ہے اور عزیز و اقارب قریب کھڑے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے بھی زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتا ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ اگر ہم بڑے ہی بااختیار ہیں تو مرنے والے کی جان کو اُس کے جسم میں دوبارہ لوٹا دیا کریں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم مجبور ہیں اور ہماری زندگی اور موت کا کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی ہم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ وہ جب چاہے گا ہمیں زندہ کرے گا اور جیسا چاہے گا ہمارے بارے میں بخشش یا پکڑ کا فیصلہ فرمائے گا۔ اے اللہ! ہم پر رحم فرما اور ہمیں بخشش و جنت عطا فرما۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۹۱ نیک لوگوں کی موت

فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ⑧	پھر اگر وہ ہوا اُن میں سے جو قریب کیے گئے ہیں۔
--	--

تو (اُس کے لیے) راحت ہے اور خوشبو ہے اور نعمتوں والی جنت ہے۔	فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتْ نَعِيمٌ ۝۱۹
اور اگر وہ ہوا دائیں ہاتھ والوں میں سے۔	وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝۲۰
تو (کہا جائے گا) سلامتی ہے تمہارے لیے کہ تم دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو	فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝۲۱

جب موت کا وقت مقربین پر آتا ہے تو فرشتے خوشبوؤں کے ساتھ جان نکالنے آتے ہیں اور انہیں نعمتوں والی جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اگر مرنے والا اصحاب الیمین میں سے ہوتا ہے تو فرشتے اُسے سلامتی کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی موت کی سختیاں آسان فرمائے اور راحت کے ساتھ اس مرحلہ سے گزرنے کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۲ تا ۹۶

برے لوگوں کی موت

اور اگر مرنے والا ہوا جھٹلانے والے گمراہوں میں سے۔	وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ۝۹۲
تو اُس کی مہمانی کھولتے ہوئے پانی سے ہوگی۔	فَنَزَّلُ مِنْ حَيْمٍ ۝۹۳
اور داخل کیا جانا ہے جہنم میں۔	وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ۝۹۴
بے شک یہی یقیناً یقینی حق ہے۔	إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۝۹۵
سو تسبیح کرو اپنے اُس رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝۹۶

جب جانکنی کا وقت حق کو جھٹلانے والوں اور گمراہوں پر آتا ہے تو انہیں جہنم میں جانے کی وعید سنائی جاتی ہے۔ اُن کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔ پھر انہوں نے ایسی جہنم میں جانا ہے جہاں اُن کے لیے کھولتا ہوا پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ یہ ساری خبریں بالکل سچی اور یقینی ہیں۔ بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی ان شدید خطرات سے آگاہ کر دیا ہے۔ پس ہمیں ہر وقت اُس کی تسبیح اور حمد کرتے رہنا چاہیے۔

سورۃ حدید

دینی تقاضوں کا جامع بیان

اس سورۃ مبارکہ میں ایک مسلمان پر عائد شدہ دینی تقاضوں کا بیان بڑی جامعیت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۶ تا ۱۱ ذات و صفات باری تعالیٰ
- آیات ۱۲ تا ۱۵ دین اسلام کے تقاضے
- آیات ۱۶ تا ۱۹ دین کے تقاضے اور انجامِ آخرت
- آیات ۲۰ تا ۲۳ قرب الہی کے حصول کا راستہ
- آیت ۲۵ حیاتِ دنیا اور اس کے حوادث
- آیات ۲۶ تا ۲۹ قیامِ نظامِ عدل تمام رسولوں کا مشن
- آیات ۲۶ تا ۲۹ رہبانیت دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

آیات ۲ تا ۱۱

کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے

سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	تسبیح کی اللہ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔
لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اُسی کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی
يُحْيِي وَيُمِيتُ	وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ①	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کائنات کی ہر شے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہے۔ وہ اپنے حال اور اپنے بیان دونوں سے پکار رہی ہے اُس کا خالق ہر عیب، کمی، کمزوری، محتاجی سے پاک ہے۔ ہر شے پر اُسی کی حکومت اور اختیار ہے۔ ہر جاندار کی زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہے سو کرتا ہے۔ زبردست قوت والا ہے لیکن اُس کے ہر فیصلہ میں حکمت ہوتی ہے۔

آیت ۳

کائنات میں اللہ ہی اللہ ہے

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ	وہی (اللہ) سب سے پہلے ہے اور سب سے آخر ہے
وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ	اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

کائنات کا اوّل بھی اللہ تعالیٰ ہے اور آخر بھی وہی ہے۔ وہ کائنات میں ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے۔ بظاہر یہ صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ الاوّل ضد ہے الآخر کی اور الظاہر ضد ہے الباطن کی۔ اس آیت میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ بیک وقت ان متضاد صفات کا حامل ہے۔ اسی لیے یہ آیت فہم قرآن کے اعتبار سے مشکلات القرآن میں سے ہے۔ البتہ نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کے فہم کو اپنی ایک مناجات میں ان الفاظ کے ذریعہ آسان فرمادیا:

أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ (مسلم)

"اے اللہ! تو ہی پہلا ہے، کوئی تجھ سے پہلے نہیں، تو ہی آخر ہے، کوئی تیرے بعد نہیں، تو ہی ظاہر ہے کوئی تجھ سے اوپر نہیں اور تو ہی باطن ہے، کوئی تجھ سے مخفی تر نہیں۔"

یعنی جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ جب کچھ نہیں ہو گا تب بھی وہی ہو گا۔ وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی ظہور ہے اُسی کی صفات اور افعال کا ظہور ہے۔ وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے کیونکہ حواس سے تو درکنار عقل و فکر سے بھی اُس کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

آیات ۶ تا ۴۲ اللہ تعالیٰ کا کائنات سے تعلق

وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں	هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
پھر قائم ہوا عرش پر	ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ
وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں	يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ
اور جو کچھ نکلتا ہے اُس سے	وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا
اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان سے	وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
اور جو کچھ چڑھتا ہے اُس میں	وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا
اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو	وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ
اور اللہ اُسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۶﴾
اُسی کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی	لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔	وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۷﴾

یُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ	وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں
وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ٦	اور وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا خالق ہے اور وہی کائنات کا پورا نظام چلا رہا ہے۔ زمین میں داخل ہونے والی ہر شے اور اُس سے نکلنے والی ہر شے اُس کے علم میں ہوتی ہے۔ اسی طرح آسمان پر چڑھنے والی ہر شے اور آسمان سے نازل ہونے والی ہر شے کو بھی وہ جانتا ہے۔ ہم جہاں کہیں ہوتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ ہمارے ہر عمل کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے پر اُسی کی حکومت ہے۔ رات اور دن کا نظام خود بخود نہیں چل رہا بلکہ اُسے وہی چلا رہا ہے۔ دنیا میں انجام دیے جانے والے تمام اعمال فیصلہ کے لیے اُس کی عدالت میں پیش کیے جائیں گے۔ وہ روزِ قیامت حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا کیونکہ وہ اعمال کے پیچھے کار فرما نیتوں سے بھی واقف ہے۔ اے اللہ! روزِ قیامت ہمیں ناکامی اور رسوائی سے محفوظ فرما۔ آمین!

سورہ حدید کی ابتدائی چھ آیات میں یہ حقیقت دوبار بیان کی گئی کہ کائنات کا بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس حقیقت پر زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کو خالق اور رازق مانتی ہے لیکن بادشاہ مان کر اُس کے احکامات نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

آیت ۷

دین اسلام کے دو تقاضے ... ایمان اور انفاق

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر
وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْكِفِيْنَ فِيْهِ	اور خرچ کرو اُس میں سے اُس نے بنایا ہے تمہیں نائب جس میں

فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنفَقُوا	پھر وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا
لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ①	اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو دین کے دو تقاضے ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پہلا تقاضا یہ ہے کہ ایمان حقیقی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ ایسا ایمان جو تمہارے کردار میں نظر آئے اور تمہارا حال بن جائے۔ دوسرا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا میں جس شے پر عارضی اختیار عطا کر رکھا ہے اُسے اُس کی راہ میں لگاؤ۔ جان، مال، اولاد، گھر غرض ہر شے کو اُس کی خوشنودی اور اُس کے دین کی خدمت میں صرف کر دو۔ یہاں خطاب غیر مسلموں سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے ہے۔ اگر غیر مسلموں سے خطاب ہوتا تو ایمان کی دعوت کے بعد اُن کے سامنے ایمان کے ابتدائی تقاضے رکھے جاتے۔ یہاں تو ایمان کے انتہائی تقاضے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ لگا دینے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ آخر میں خوشخبری دی گئی کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور انفاق کے تقاضے کو پورا کریں گے، اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

آیات ۸ تا ۹

تم دل سے ایمان کیوں نہیں لاتے؟

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ	اور کیا ہے تمہیں! تم ایمان نہیں لاتے اللہ پر
وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ	جبکہ رسول دعوت دے رہے ہیں تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر
وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ	اور یقیناً وہ لے چکے ہیں تم سے عہد
إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ①	اگر تم مومن ہو۔
هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ	وہی (اللہ) ہے جو نازل فرماتا ہے اپنے بندے پر واضح

آیات	
تاکہ وہ نکالیں تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف	لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
اور بے شک اللہ تم پر یقیناً بہت نرمی کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ①

یہ آیات مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہی ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ پر دل سے ایمان کیوں نہیں لاتے؟ تمہارے ایمان کی جھلک تمہارے سیرت و کردار میں نظر کیوں نہیں آتی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں کسی غیر نہیں ایسی ہستی پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے جو تمہارا رب اور محسن حقیقی ہے۔ کلمہ پڑھ کر تم اُس سے عہد کر چکے ہو کہ تمہارا مال اور تمہاری جان اب اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ تم ان دونوں کو اب اللہ کی راہ میں لگا دو گے، کھپا دو گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہارے دل میں ایمان پیدا کرنے کے لیے اپنی واضح آیات نازل کر دی ہیں۔ ان آیات پر غور و فکر تمہارے دل پر سے تاریکی کے پردے ہٹا دے گا اور اُسے ایمان کے نور سے منور کر دے گا، بقول مولانا ظفر علی خان

ایمان نہیں وہ جنس جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سی پاروں میں

آیت ۱۰

تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے؟

اور کیا ہے تمہیں! تم خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں	وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
جبکہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی میراث	وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
برابر نہیں ہے تم میں سے وہ جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور جنگ کی	لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ

قَتَلَ	
أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةٍ مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِّنْ بَعْدِ وَ قَتَلُوا	یہ لوگ بہت بڑے ہیں درجہ میں اُن سے جنہوں نے خرچ کیا بعد میں اور جنگ کی
وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ	اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بہت اچھا
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۰	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں جھنجھوڑا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کیوں نہیں خرچ کرتے؟ اگر مال جمع کر کے ڈھیر لگاتے رہو گے تو یہیں چھوڑ جاؤ گے۔ بہتر ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں لگا کر توشہ آخرت بنالو۔ مال کا اصل مالک اور وارث اللہ تعالیٰ ہے۔ تم امین ہو۔ امانت کو اصل مالک کے حوالے کر دو یعنی اُس کی راہ میں لگا دو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

يَقُولُ ابْنُ أَوْمِ مَالِي مَالِي وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ أَوْمِ مِّنْ مَّالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَاغْتَبَيْتَ أَوْ لَبَسْتَ فَاغْتَبَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَاغْتَبَيْتَ (مسلم)
 "انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اے انسان! تیرا مال (ایک تو وہ ہے) جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا (دوسرا) پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا (تیسرا) صدقہ کر کے (آخرت کے لیے) آگے بھیج دیا۔"

آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ دین کی مغلوبیت کے دور میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال لگاتے اور محنت کرتے ہیں اُن کے درجے بلند ہیں اُن سے جو فتح کے بعد یہ سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آج بھی دین اسلام مغلوب ہے بقول الطاف حسین حالی

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
 اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
 مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جذر کے بعد
 دریا کا ہمارے جوا ترنا دیکھے

اور

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
 اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
 جو دیں کہ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
 پردیس میں وہ آج غریب الغریاء ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی مغلوبیت کے اس دور میں زیادہ سے زیادہ مال اور توانائیاں اپنی راہ میں لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱

کون اللہ تعالیٰ کو قرض دے گا؟

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا	کون ہے جو قرض دے اللہ کو بہترین قرض
فِيُضْعِفَهُ لَهُ	تو بڑھا دے اللہ اس قرض کو اُس کے لیے
وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ⑪	اور اُس کے لیے عزت والا بدلہ ہو۔

حلال کمائی میں سے جو مال خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے خرچ کیا جائے، اُسے وہ اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ اس آیت میں للکارنے کے انداز میں پوچھا گیا کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ جس نے ایسا کیا، اللہ تعالیٰ اُس کے انفاق کو کئی گنا بڑھا کر لوٹائے گا اور اُسے اپنی طرف سے عزت افزائی والا اجر بھی عطا فرمائے گا۔ ابن ابی حاتم میں سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا ابوالدحداد انصاریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ اُنہوں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھائیے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اُن کی طرف بڑھا دیا۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض میں دے دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے۔ اُسی میں ان کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کر

کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور بیوی کو پکار کر کہا: حداح کی ماں، نکل آ، میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔ وہ بولیں تم نے نفع کا سودا کیا ہے حداح کے باپ۔ پھر اُسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لے کر باغ سے نکل گئیں۔

آیت ۱۲

دین کے تقاضے ادا کرنے والوں کے لیے انعام

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ	جس دن تم دیکھو گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو
يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ	دوڑتا ہوگا اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کی دائیں طرف
بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ	(کہا جائے گا) بشارت ہے تمہیں آج کے دن اُن باغات کی بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خَالِدِينَ فِيهَا	ہمیشہ رہنے والے ہو اُن میں
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾	یہی ہے شاندار کامیابی۔

اس آیت میں روزِ قیامت پل صراط پر سے گزرنے کے مرحلہ کا ذکر ہے۔ یہ پل جہنم کے اوپر سے گزر کر جنت میں جانے کے لیے ایک تاریک راستہ ہے۔ اس راستہ سے بحفاظت گزرنے کے لیے نور یعنی روشنی درکار ہے۔ جن اہل ایمان مردوں اور عورتوں نے دین کے تقاضے ادا کیے وہ ایسا نور رکھتے ہوں گے جو اُن کے لیے پل صراط سے گزرنے میں معاون ہوگا۔ ایمانِ حقیقی کا نور اُن کے سامنے اور انفاقِ مال و جان کا نور اُن کے دائیں طرف ہوگا۔ انہیں بشارت دی جائے گی کہ اب ہمیشہ ہمیش کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والوں کا انجام

یَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ	جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں
لِلَّذِينَ آمَنُوا	اُن لوگوں سے جو ایمان لائے
أَنْظِرُونَا نَقْتَسِبْ مِنْ ثُورِكُمْ	انتظار کرو ہمارا تاکہ ہم کچھ حصہ حاصل کریں تمہارے نور سے
قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ	کہا جائے گا لوٹ جاؤ اپنے پیچھے
فَالْتَبَسُوا نُورًا	پس تلاش کرو نور
فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ سُورٌ لَهُ بَابٌ	پھر کھڑی کر دی جائے گی اُن کے درمیان ایک دیوار جس میں ہوگا دروازہ
بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ	جو اُس کی اندرونی جانب ہے، اُس میں ہوگی رحمت
وَظَاهِرُهُ مِنْ قَبْلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾	اور جو اُس کی بیرونی جانب ہے، اُس کی طرف سے ہوگا عذاب۔

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والے روز قیامت منافقین قرار پائیں گے۔ وہ پیل صراط کے تاریک مرحلہ پر نور سے محروم ہوں گے۔ وہ چیخ چیخ کر اہل ایمان سے التجا کریں گے کہ ٹھہر و تاکہ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں پیل صراط سے گزر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا منادی انہیں جواب دے گا کہ جاؤ اور دنیا میں جا کر دین کے تقاضے ادا کر کے نور حاصل کر لو۔ ظاہر بات ہے کہ اب ایسا ممکن نہ ہوگا۔ اب وہ جہنم میں ٹھو کریں کھا کر گرجائیں گے۔ البتہ جہنم سے نکلنے کے لیے ایک دروازہ ہوگا۔ اس دروازے سے ایسے لوگ جہنم

سے نکال لیے جائیں گے جن کے دل میں ایمان کی کوئی رمت تھی لیکن انہوں نے گناہوں کی انتہا کر دی تھی۔ وہ گناہوں کا وبال پا کر آخر کار جہنم سے نکال دیئے جائیں گے۔ البتہ جہنم کے بارے میں سورہ فرقان آیت ۶۶ میں ارشاد ہوا اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا (بے شک جہنم بری جگہ ہے مستقل رہنے کے اعتبار سے اور عارضی رہنے کے اعتبار سے بھی)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۴

مومن رفتہ رفتہ منافق کیسے بن جاتا ہے؟

یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ	منافقین پکاریں گے مومنوں کو کیا ہم نہیں تھے تمہارے ساتھ؟
قَالُوا بَلٰی وَلٰكِنَّمَا فَتَنَّتُمْ اَنْفُسَكُمْ	مومن کہیں گے کیوں نہیں! اور لیکن تم نے فتنے میں ڈالا اپنے آپ کو
وَتَرَبَّصْتُمْ	اور تم انتظار کرتے رہے
وَارْتَبْتُكُمْ	اور تم نے شک کیا
وَاَعْرَضْتُمْ الْاَمَانِيَّ	اور دھوکہ میں ڈالا تمہیں باطل امیدوں نے
حَتّٰی جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ	یہاں تک کہ آگیا اللہ کا حکم
وَاَعْرَضْتُمْ بِاللّٰهِ الْغُرُوْرُ ﴿۱۴﴾	اور دھوکے میں ڈالا تمہیں اللہ کے بارے میں ایک بہت بڑے دغا باز نے۔

جہنم میں جانے کے بعد منافقین پکار کر مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہاں لیکن تم نے ایمان کی دولت کو لٹا کر منافقت اختیار کر لی تھی۔ یہ محرومی اس طرح آئی کہ:

i- تم نے اپنے آپ کو مال و اولاد کے فتنے میں مبتلا کیا۔

ii- دین کے تقاضے ادا کرنے کے حوالے سے گو گو کا شکار ہو گئے۔

iii- تمہارے ذہن میں شکوک و شبہات نے گھر کر لیا۔

iv- تم نے خود ساختہ خوش کن خواہشات اور جھوٹی امیدوں کے دھوکہ میں آ کر دین کے تقاضوں سے غفلت برتی۔ پھر شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آسرا دے کر اُس کے بارے میں دھوکہ میں ڈال دیا اور تم اُس کی رحمت کی امید پر گناہ پر گناہ کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ تمہاری موت واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نفاق کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۵

روزِ قیامت منافقین کافروں کے ساتھ ہوں گے

فَالْيَوْمَ لَا يُوْخِذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ	سو (اے منافقو!) آج نہیں لیا جائے گا تم سے کوئی فدیہ
وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور نہ ہی اُن سے جنہوں نے کفر کیا
مَا وُكِّلَ النَّارُ	تمہارا ٹھکانہ آگ ہے
هِيَ مَوْلَاكُمْ	وہی تمہاری دوست ہے
وَبُئْسَ الْمَصِيرُ ⑤	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

دنیا میں منافقین مسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ موت سے پہلے منافقانہ روش سے باز نہ آئے تو روزِ قیامت اُن کا انجام کافروں کے ساتھ ہو گا۔ اُن سے گناہوں کی تلافی کے لیے کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ اُن سے کہا جائے گا کہ جہنم میں اب آگ ہی تمہاری ساتھی اور رفیق ہے۔ جو بھی فریاد کرنی ہے اسی سے کرو۔

آیت ۱۶

کیا اب بھی نادم ہونے کا وقت نہیں آیا؟

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ اٰمَنُوْا	کیا وقت نہیں آیا اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے
اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ	کہ جھک جائیں اُن کے دل اللہ کی یاد کے لیے
وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ	اور اُس کے لیے جو نازل ہوا ہے حق
وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ	اور نہ ہو جائیں اہل ایمان اُن کی طرح جنہیں دی گئی تھی کتاب اس سے پہلے
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ	پھر طویل ہو گئی اُن پر مدت
فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ	تو سخت ہو گئے اُن کے دل
وَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور بہت سے اُن میں سے نافرمان ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں جھنجھوڑا گیا کہ تمہارے سامنے دین کے تقاضے بیان کر دیے گئے۔ ان تقاضوں سے گریز کرنے والوں کا بھیانک انجام تمہارے سامنے آ گیا۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے دلوں پر رقت طاری ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اگر تم نے غفلت میں ایک مدت گزار دی تو تمہارے دل بھی اسی طرح سخت ہو جائیں جیسے تم سے پہلے اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔ اُن کی بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کی باغی اور نافرمان بن گئی تھی۔ ڈرو کہیں تم بھی بد بختی اور محرومی کی اس سطح پر نہ پہنچ جاؤ۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

دل کی سختی دور کرنے کا قرآنی راستہ

جان لو اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد	إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں تمہارے لیے آیات تاکہ تم سمجھو۔	قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٥﴾
بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں	إِنَّ الْبَصِصَ قَيْنَ وَالْبَصِصَ قَتِ
اور جنہوں نے قرض دیا اللہ کو اچھا قرض	وَ أَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
وہ بڑھایا جائے گا اُن کے لیے	يُضَعِفُ لَهُمْ
اور اُن کے لیے عزت والا بدلہ ہے۔	وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾
اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولوں پر	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ
یہی لوگ ہیں صدیق اور شہید اپنے رب کے پاس	أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ
ان ہی کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے	لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ
اور جنہوں نے کفر کیا	وَالَّذِينَ كَفَرُوا
اور جھٹلایا ہماری آیات کو	وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
یہ لوگ جہنم والے ہیں۔	أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾

ان آیات میں امید دلائی گئی کہ جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح دل کی سختی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتی ہے۔ نفاق، مال کی محبت سے دل میں آتا ہے۔ اس کا علاج انفاق ہے۔ جو مال مستحقین کی مدد کے لیے

خرچ کرو گے وہ صدقہ ہے اور جو مال دین کی خدمت کے لیے لگاؤ گے وہ قرضِ حسنہ ہے۔ انفاقِ مال تمہارے دل سے مال کی محبت نکالے گا۔ اب تمہارا دل نورِ ایمان سے منور ہو گا

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آج اب تو خلوت ہو گئی

اللہ تعالیٰ دل میں اُسی وقت آئے گا جب دل میں دنیا کی محبت باقی نہ رہے۔ اب ایسے لوگ دین کے لیے مال و جان کی مزید قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں سے صدیق اور شہید کے مراتب پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قربت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۰

انسانی زندگی کے پانچ ادوار

إِغْلَمُوا أَنْتُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ	جان لو کہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل ہے
وَلَهُوَ	اور تماشہ ہے
وَزِينَةٌ	اور بناؤ سنگھار ہے
وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ	اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے
وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ	اور ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنا ہے مال اور اولاد میں
كَمَثَلٍ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ	اُس بارش کی طرح خوش کر دیا کسان کو جس سے اگنے والی کھیتی نے

ثُمَّ يَهَيِّجْ	پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے
فَتَرَاهُ مُصَفَّرًا	پھر تم دیکھتے ہو اُسے زرد پڑی ہوئی
ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا	پھر وہ ہو جاتی ہے چورا
وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ	اور آخرت میں سخت عذاب ہے
وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ	اور بخشش ہے اللہ کی طرف سے اور خوشنودی
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

اس آئیہ مبارکہ میں دنیا کی زندگی کو محض کھیل اور تماشا قرار دیا گیا اور اُس کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اُس کے پانچ ادوار بیان کئے گئے۔ ہر دور کا اُس دلچسپی کے ذریعہ کیا گیا جو انسان کو اپنے اندر جذب کر کے اُسے دینی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے۔ پانچ ادوار زندگی یہ ہیں:

- i- زندگی کے بالکل ابتدائی دور بچپن کو یہاں لعب یعنی کھیل کہا گیا۔ بلاشبہ یہ دور صرف معصومانہ کھیل سے عبارت ہوتا ہے۔
- ii- لڑکپن جسے لھو یعنی تماشے سے موسوم کیا گیا۔ یہ زندگی کا وہ دور ہے جس میں انسان کھیل میں ایک لذت محسوس کرتا ہے۔
- iii- جوانی جس کے لیے زینت کے الفاظ آئے۔ اس دور میں انسان کی توجہ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کی طرف ہوتی ہے۔
- iv- ادھیڑ عمر جسے یہاں تَفَاخُ يُبَيِّنُكُمْ یعنی "باہم ایک دوسرے پر برتری لے جانے کی خواہش" سے تعبیر کیا گیا۔ مال، جائیداد، کاروبار، حیثیت، قابلیت، علم، عزت، وقار، شہرت وغیرہ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مقابلہ اور آگے نکلنے کی کوشش۔
- v- بڑھاپے کا دور جس میں تَكَاثُرُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ یعنی "مال اور اولاد کی کثرت کی ہوس" بڑھ جاتی ہے۔ جب انسان کمانے کے قابل نہیں رہتا تو اب سمیٹ سمیٹ کر رکھنے کی خواہش زیادہ ہو جاتی ہے۔

دنیا کی یہ زندگی کھیتی کی طرح ہے۔ جس طرح کھیتی پیدا ہوتی ہے، عروج حاصل کرتی ہے، پھر سوکھ کر چورا چورا ہو جاتی ہے اور خاک میں مل جاتی ہے۔ یہی معاملہ ہماری زندگی کا بھی ہے۔ البتہ کھیتی ختم ہو گئی تو اب کوئی حساب کتاب نہیں۔ ہمیں آخرت میں

جا کر دنیا کی زندگی میں کیے گئے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ اُس روز فرمانبرداروں کو بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور نافرمانوں کے لیے شدید عذاب ہوگا۔ یہ وہ بد نصیب ہوں گے جو دنیا کی زندگی کے دھوکہ میں آگئے۔ بلاشبہ دنیا کی زندگی ہے ہی دھوکے کا سامان اگر انسان اسی کو مطلوب و مقصود بنالے۔

آیت ۲۱

مقابلہ کا اصل میدان

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ	اور ایک دوسرے سے آگے بڑھو اپنے رب کی طرف سے بخشش کی طرف
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ	اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے
أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ	وہ تیار کی گئی ہے اُن کے لیے جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولوں پر
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ	یہ اللہ کا فضل ہے
يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ	وہ دیتا ہے اسے جسے چاہتا ہے
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۲۱	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

یہ آیت مبارکہ ہمیں ترغیب دے رہی ہے کہ ہم دنیا کے عارضی مال و اسباب کی خاطر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کی بجائے، آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے مقابلہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور ایسی جنت کے حصول کے لیے کوشش کریں جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔ یہ سعادتیں ملنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فضل ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

حوادث دنیا کی حقیقت

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ	نہیں آپڑتی کوئی مصیبت زمین میں
وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ	اور نہ ہی تمہاری جانوں پر
إِلَّا فِي كِتَابٍ	مگر وہ ایک کتاب میں ہے
مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا	اس سے پہلے کہ ہم ظاہر کریں اسے
إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝۲۲	بے شک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ	تاکہ تم افسوس نہ کرو اُس پر جو جاتا رہے تمہارے ہاتھ سے
وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ	اور نہ ہی اتر اؤ اُس پر جو اللہ عطا کرے تمہیں
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝۲۳	اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر خود پسند، بڑائی کرنے والے کو۔
الَّذِينَ يَبْخُلُونَ	وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں
وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ	اور تلقین کرتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کی
وَمَنْ يَتَوَلَّ	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝۲۴	تو بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

انسان پر کوئی تکلیف یا زمین پر کوئی آفت اللہ تعالیٰ ہی کے اذن سے آتی ہے۔ یہ اُس کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے۔ آزمائش میں کامیاب وہ ہوتا ہے جو اُس کے ہر فیصلہ پر راضی ہو۔ مصائب آئیں تو واویلا یا شور شرابہ کرنے کی بجائے صبر کرے۔ اگر کوئی

نعمت ملے تو اترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں اور بڑائیاں کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں مال و جان لگانے سے گریز کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی کا مشورہ دیتے ہیں۔ حق سامنے آنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر خلوص، فرمانبرداری اور ایثار و قربانی کی روش اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اُس کی کوئی حاجت بندوں کی اطاعت سے انکی ہوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر ناپسندیدہ طرزِ عمل سے محفوظ فرمائے اور حوادث کا زیادہ اثر لینے کے بجائے ہر حال میں اپنے دین کے تقاضے ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۵

تمام رسولوں کا مشن... قیام نظام عدل

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ	یقیناً ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ
وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ	اور ہم نے نازل کی اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو
لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ	تاکہ قائم ہوں لوگ عدل پر
وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ	اور ہم نے نازل کیا لوہا
فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ	اُس میں ہے سخت لڑائی (کا سامان) اور بہت سے فائدے لوگوں کے لیے
وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ	اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے
إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾	بے شک اللہ بڑی قوت والا، زبردست ہے۔

اس آیت مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو کتابیں، معجزات اور عادلانہ شریعت دی تاکہ وہ دنیا میں شریعت نافذ کر کے عدل کا نظام قائم کریں۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ معاشرہ کے مفاد پرست عناصر اپنی لوٹ کھسوٹ جاری رکھنا چاہیں گے اور عدل کے قیام میں ہر ممکن رکاوٹ ڈالیں گے۔ ایسے لوگوں کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ نے لوہا عطا فرمایا ہے جس میں عسکری خوبیاں ہیں۔ ہر دور میں ہتھیار بنانے میں لوہے کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کون سے سرفروش بندے لوہے کی طاقت ہاتھ میں لے کر انبیاء کے مشن میں شریک ہوتے ہیں اور ظالموں کو نیست و نابود کر کے عادلانہ نظام قائم کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں عادلانہ نظام کا قیام کبھی بھی محض وعظ و نصیحت یا کسی پُر امن طریقہ سے عمل میں نہ آئے گا۔ تصادم کا مرحلہ آکر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مرحلہ کے لیے تیاری کرنے اور اس میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۷

رہبانیت ... دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ	اور یقیناً ہم نے بھیجا نوحؑ اور ابراہیمؑ کو
وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ	اور ہم نے رکھ دی اُن دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب
فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ	پھر اُن میں سے کچھ ہدایت پانے والے تھے
وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٦﴾	اور بہت سے اُن میں سے نافرمان تھے۔
ثُمَّ تَقَيَّنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بَرُسًا	اور ہم نے پیچھے بھیجا انہی کے نقوشِ قدم پر اپنے رسولوں کو

وَقَقَيْنَا بَعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اور پیچھے بھیجا عیسیٰ ابن مریم کو
وَاتَيْنَهُ الْإِنجِيلَ	اور دی انہیں انجیل
وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً	اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے ان کی پیروی کی نرمی اور رحمت
وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا	اور رہبانیت، ان لوگوں نے خود ہی ایجاد کر لیا اسے
مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ	ہم نے نہیں فرض کیا تھا اسے ان پر
إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ	مگر (انہوں نے یہ کیا) حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا	پھر وہ نباہ نہ سکے اسے جیسے اس کے نباہنے کا حق تھا
فَأَتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ	تو ہم نے دے دیا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ان میں سے ان کا اجر
وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَيَسْقُونَهُ	اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوحؑ، سیدنا ابراہیمؑ اور کئی رسولوں کو دنیا میں قیام عدل کے مشن کے ساتھ بھیجا۔ پھر بنی اسرائیل میں آخری آنے والے رسول تھے سیدنا عیسیٰؑ۔ ان کے پیروکاروں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ترک دنیا کی بدعت شروع کر دی۔ آبادیوں سے دور جا کر اللہ سے لو لگانے لگے اور آبادیوں کو شیطانی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ گویا ظلم و استحصا کا خاتمہ کر کے عادلانہ نظام کے قیام کے مشن سے راہ فرار اختیار کر لی۔ بعد ازاں ان میں سے اکثر نے رہبانیت کے پردے میں نذرانوں کی وصولی سے دنیا داری کی انتہا کر دی اور نہ صرف بدکاریاں کیں بلکہ ناجائز بچوں کو قتل کر دینے کا جرم بھی کرتے رہے۔ فطرت کے تقاضوں کو حدود میں ادا کرنے کی بجائے انہیں کچلنے کی کوشش کی اور بری طرح شکست کھا گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا داری کے فتنہ

سے محفوظ فرمائے اور ترک دنیا کی بدعت سے بھی بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم دنیا میں رہیں اور باطل قوتوں کے خلاف جہاد کر کے امن و امان اور عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کی کوشش کریں۔ آمین!

آیات ۲۸ تا ۲۹

عیسائیوں کے لیے حصولِ سعادت کا موقع

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	تو اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللَّهَ	بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَامْنُوا بِرَسُولِهِ	اور ایمان لاؤ اُس کے رسول پر
يُؤْتِكُمْ كَفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ	اللہ دے گا تمہیں دو حصے اپنی رحمت میں سے
وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ	اور پیدا کر دے گا تمہارے لیے وہ نور تم چلتے رہو گے جس کے ساتھ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ	اور بخش دے گا تمہیں
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٨﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
لِنَّا لَا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ	تاکہ نہ جانیں اہل کتاب
أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ	کہ وہ اختیار نہیں رکھتے کچھ بھی اللہ کے فضل پر
وَ أَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ	اور بے شک فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے
يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ	وہ دیتا ہے اسے جسے چاہتا ہے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۶۹

اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

ان آیات میں عیسائیوں کو دعوت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری رسول ﷺ آچکے ہیں، اُن کی دعوت پر لبیک کہو، اللہ کی نافرمانی سے بچو اور ان آخری رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمادے گا، تمہیں پل صراط کے تاریک مرحلہ سے گزرنے کے لیے نور عطا فرمائے گا اور دہرا جر عطا فرمائے گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَذَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَّنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ، فَلَهُ أَجْرَانِ (مسلم)

"اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور اُس نے پایا نبی اکرم ﷺ کا زمانہ (جواب قیامت تک کے لیے ہے) تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی تو اُس کے لیے دوہرا اجر ہے۔"

آخری آیت میں اہل کتاب کو خوشخبری دی گئی کہ وہ اب بھی اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ آخری نبی ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اُس کا فضل اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنا فضل جسے چاہے گا عطا فرمائے گا۔ اُس کی فرمانبرداری کرو وہ تمہیں بھی اپنے فضل سے مالا مال کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے سرفراز فرمائے۔ آمین!
